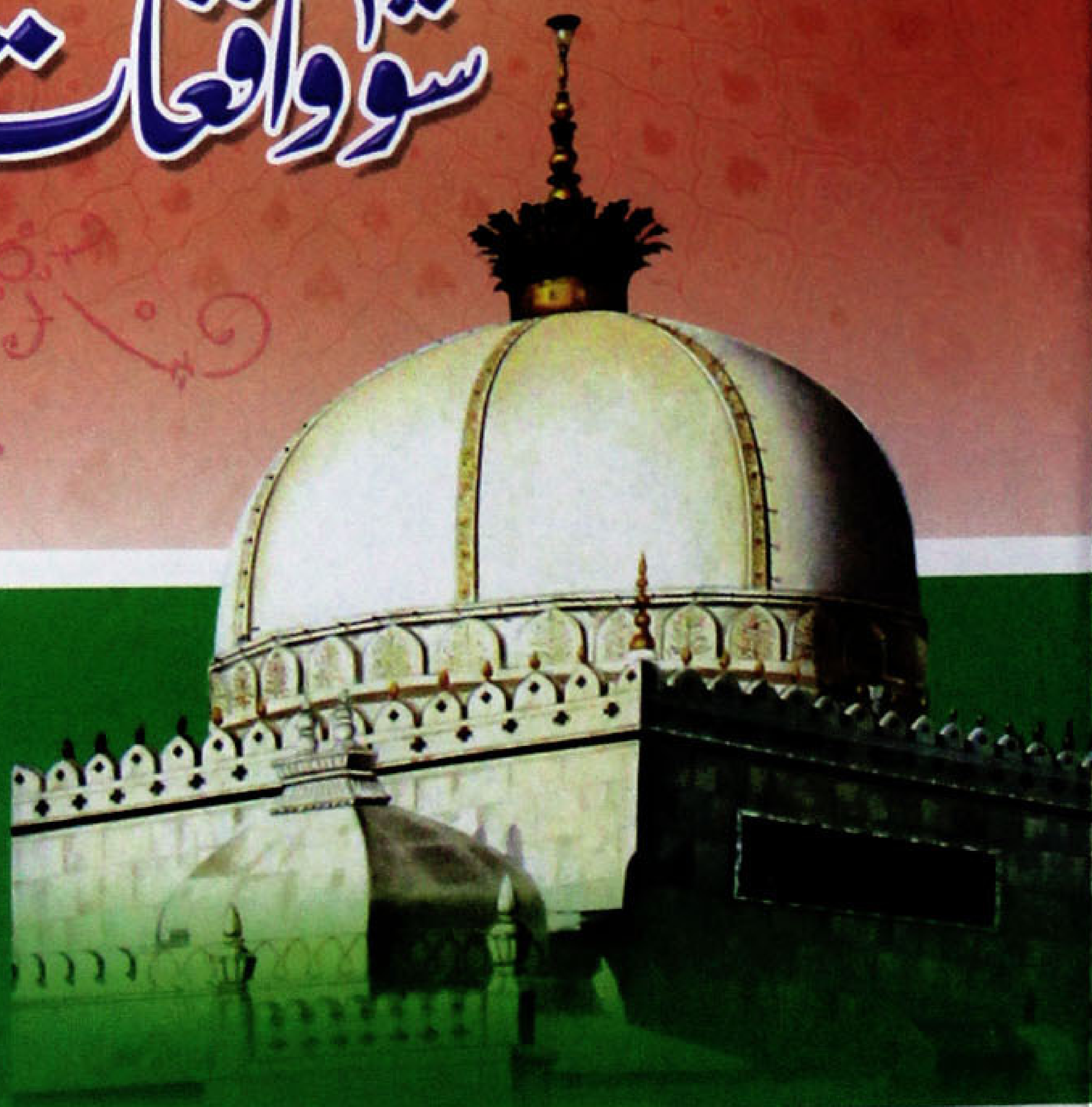
حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دل افروز واقعات پر مبنی تصنیف

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

کے

سَو واقعات



مصنف:
علامہ محمد مسعود قادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دل افروز واقعات پر مبنی تصنیف

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

کے

سو واقعات

مصنف:

علامہ محمد مسعود قادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 37352022

نام کتاب:	حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات
مصنف:	علامہ محمد مسعود قادری
پبلشرز:	اکبر بک سیلرز
تعداد:	600
قیمت:	-/120

انتساب:

صاحب عوارف المعارف، شیخ الشیوخ

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی
تو صاحب منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی
کافر ہے مسلماں ، تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو تابع تقدیر مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی

فہرست



حرفِ ابتداء

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات پر بے شمار درود و سلام۔

اللہ عزوجل نے اپنی معرفت اور آگاہی کے لئے بنی نوع آدم کو تخلیق فرمایا اور اللہ عزوجل کی معرفت و آگاہی کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے گئے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے سلسلہ کے آخری نبی اور پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جو خاتم الانبیاء ہیں اور آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت کا اختتام ہوا اور اب تا قیامت کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا جائے گا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی سنت و طریقہ پر عمل پیرا ہونا کسی بھی انسان کی فلاح و کامیابی کی دلیل ہے۔

اولیاء اللہ رحمہم اللہ گروہِ انسانی کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پیغام کی تبلیغ کی اور اپنی زندگیاں حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بسر کیں۔ ان اولیاء اللہ رحمہم اللہ میں ایک نام سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جن کی شبانہ روز کاوشوں سے لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

داستانِ درد و غم لایا ہوں میں
دل میں امید کرم لایا ہوں میں

سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے ان نابغہ روزگار اولیاء اللہ رحمہم اللہ میں ہوتا ہے جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں رشد و ہدایت کی ایسی شمع روشن کی جو آج بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ لوگوں کو منور کر رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بانی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں اور فیضیافتگان کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندوستان کی ولایت ملی اور حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے سلطان الہند کا خطاب ملا۔

آپ کا ہوں آپ کا سلطان الہند
کیجئے مجھ پر عطا سلطان الہند

زیر نظر کتاب ''حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سو واقعات'' کو ترتیب دینے کا مقصد یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ پاک کے مختلف گوشوں سے قاری آگاہ ہو اور قارئین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے ان واقعات کے مطالعہ سے ذوق اور تسکین قلب پائیں۔ بارگاہِ خداوندی میں التجا ہے کہ وہ اس عاجز کی کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں حقیقی معنوں میں سچا اور پکا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

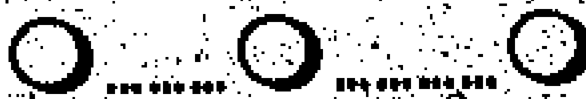
مسعود قادری



قصہ نمبر ۱

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے قرابت داری

سیر الاقطاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی المعروف حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّدنا عبداللہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت سیّدہ بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا، حضرت سیّدنا عبداللہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی تھیں۔ حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نانا یعنی حضرت سیّدہ بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا کے والد دونوں سگے بھائی تھے۔ اس لحاظ سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی چچا زاد بہن تھیں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے مگر یہ روایت بجز سیر الاقطاب کے اور کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے۔



قصہ نمبر ۲

دین و دنیا کی خیر و برکت

حضرت بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا والدہ محترمہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں جب معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) صلب پدر سے میرے شکم میں منتقل ہوئے تو اللہ عزوجل نے خیر و برکت کا دروازہ کھول دیا، دین و دنیا کی برکت سے میرا گھر بھر گیا اور دشمن دوست بن گئے، دن بدن عزت و منزلت میں اضافہ ہونے لگا، تمام رنج اور الم دور ہو گئے۔



قصہ نمبر ۳

شکم مادر میں کلمہ طیبہ کا وِرد

حضرت بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا والدہ محترمہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں جس وقت اللہ عزوجل کی جانب سے معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کے جسم مبارک میں روح ڈالی گئی اس وقت سے پیدائش تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ نصف شب سے دن چڑھنے تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا وِرد فرمایا کرتے تھے اور میں اپنے کانوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کی آواز سنا کرتی تھی۔

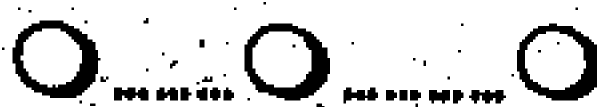


قصہ نمبر ٤

دین و دنیا کی دولت سے مالا مال

حضرت بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا والدہ محترمہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں جس رات معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) پیدا ہوئے میرا گھر نور سے بھر گیا، دور دور تک فرشتوں کی جماعتیں نظر آنے لگیں، کچھ دیر بعد یہ نظارہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی اس دوران ندائے غیبی آئی۔

''بی بی! تم کیوں پریشان ہو؟ یہ نور میرا ہی تھا، میں نے اپنا نور
تیرے فرزند معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کے دل میں بھر دیا اور اسے
دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کر دیا۔''



قصہ نمبر ۵

والدین کی تربیت کا اثر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے چار پانچ سال کی عمر میں جب ہوش سنبھالا تو والدین نے اپنے سایہ عاطفت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت شروع کی۔ اگرچہ کسی صاحب تذکرہ نے یہ نہیں لکھا کہ ابتدائی تعلیم والدین نے دی تھی مگر یہ بات قرین عقل سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم متبحر عالم اور عارف کامل تھے۔ ایسی بزرگ ہستی کی شان سے یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ اس کا فرزند عہد طفولیت میں تعلیم و تربیت سے محروم رہے۔ والدین نے کم از کم قرآن مجید اور اخلاق کی تعلیم ضرور دی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ایسے باعظمت باپ کے زیر سایہ جس بچہ کی تربیت ہوگی وہ آگے چل کر کیا کچھ نہ ہوگا۔ اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تھوڑے ہی عرصہ میں کامل بن گئے۔



قصہ نمبر ۶

امن وسکون کی تلاش

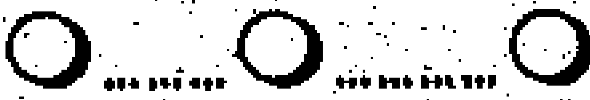
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جس وقت عالم وجود میں تشریف لائے تو دنیا کے پردہ اسکرین پر خونی ڈرامہ کے روح فرسا مناظر دکھائے جا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے وقت خراسان میں سلجوقی خاندان برسر اقتدار تھا۔ ان دنوں سیستان اور گردونواح پر تازہ مصیبت یہ آن پڑی کہ حکومت کی کمزوریوں کو محسوس کرتے ہوئے ترکوں کے ٹڈی دل لشکر نے حملہ کر دیا۔ اس لڑائی میں وہاں کا بادشاہ مارا گیا۔ طول وعرض ملک میں فتنہ وفساد، بدامنی اور بے چینی پھیل گئی۔ ڈاکوؤں اور لٹیروں کے ہاتھوں کسی کی جان ومال اور عزت وآبرو محفوظ نہ تھی۔ آئے دن کے مصائب اور پریشانیوں سے دل برداشتہ ہوکر خواجہ غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رخت سفر باندھا اور بیوی بچوں کے ہمراہ امن وسکون کی تلاش میں خراسان روانہ ہو گئے۔ حکومت خراسان کا صدر مقام نیشاپور تھا۔ خواجہ غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی علاقہ میں سکونت اختیار کرلی۔ حلال معاش کیلئے باغات اور پن چکی خریدی تاکہ زندگی کے باقی ماندہ ایام آرام سے بسر کرسکیں۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک سات برس تھی۔



قصہ نمبر ۷

والدین کے وصال کا ناگہانی حادثہ

نیشاپور پہنچنے کے کچھ عرصہ کے بعد حضرت خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے رحلت فرما گئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کم سنی میں یتیم ہو گئے۔ حضرت خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ کا کفن بھی ابھی میلا نہ ہوا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا بھی اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئیں اور یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ باپ کے سایہ الفت اور ماں کی آغوشِ محبت سے محروم ہو گئے۔



قصہ نمبر ۸

باغ کی نگرانی

حضرت سیّدہ بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت خواجہ غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ترکہ پدری بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں انگوروں کا باغ اور ایک پن چکی آئی تھی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس باغ اور پن چکی کی آمدنی سے گزر بسر کرنے لگے۔ ملکی انقلابات اور والدین کا سایہ اٹھ جانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل دنیا سے بیزار ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا زیادہ تر وقت اسی باغ میں گزارتے تھے۔ باغبانی کا کام کرتے اور باغ کی صفائی، پودوں کی دیکھ بھال کا کام کرتے تھے۔ اس کے علاوہ پودوں کی کانٹ چھانٹ اور غرض یہ کہ ہر ممکن طریقہ سے باغ کی نگرانی اور متعلقہ کام سرانجام دیتے تھے۔ یہی محبوب مشغلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذریعہ معاش تھا۔ اس باغ کی آمدنی سے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ گزر بسر کرتے تھے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک پندرہ برس ہو گئی۔



قصہ نمبر ۹

بحرِ خیالات میں غوطہ زنی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نوجوانی کی حدود میں قدم رکھ رہے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسیں بھیگنے لگی تھیں۔ خط کے آثار نمودار ہو رہے تھے اور عہد طفولیت کے حالات و واقعات و تجربات سے آپ رحمۃ اللہ علیہ سنجیدہ مزاج اور پختہ کار بن گئے تھے۔ باغبانی کے کام اور نماز سے فراغت کے بعد جو وقت فرصت ملتا تھا اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر بحرِ خیالات میں غوطہ زن رہا کرتے تھے۔ دل دنیائے ناپید کنار سے بیزار ہو چکا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقت شناس نگاہیں کسی ایسے راستہ کی تلاش میں تھیں جو بندے کو اللہ عزوجل سے ملا دے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سوچتے سوچتے گھبرا جاتے تھے اور گم کردہ مسافر کی طرح بھٹک جاتے تھے بالآخر ایک روز قسمت کا ستارہ چمکا اور اللہ عزوجل نے ایک مجذوب کی شکل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی راہنمائی فرمائی۔



قصہ نمبر ۱۰

حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول درختوں کو پانی دے رہے تھے حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ گھومتے پھرتے اس باغ کی طرف آن نکلے۔ حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ اسی آبادی میں رہا کرتے تھے۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ مقیم تھے اور وہ اللہ عزوجل کے عشق میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ ان پر عشق حقیقی کی وجہ سے اکثر خود فراموشی کی حالت طاری رہتی تھی۔ آبادی کے بچے اور بوڑھے انہیں مجذوب کہا کرتے تھے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو سب کام چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی جانب متوجہ ہو گئے اور آگے بڑھ کر خوش آمدید کہا اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔ پھر نہایت عزت اور احترام کے ساتھ ایک سایہ دار درخت کے نیچے بٹھایا۔ ان دنوں انگوروں کا موسم تھا، کچھ پکے ہوئے خوشے بیلوں سے اتار کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیے اور خود باآدب ہو کر دو زانو بیٹھ گئے۔



قصہ نمبر ۱۱

شبابِ معرفت کا جام

حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی کا یہ انداز بہت پسند آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ادب بہت بھلا محسوس ہوا۔ حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ پہچان گئے کہ یہ بچہ نہایت ہونہار اور راہِ حق کا متلاشی ہے۔

حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جیب سے ایک کھلی کا ٹکڑا نکالا اور دندان مبارک سے چبا کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دہن مبارک میں ڈال دیا۔ وہ کھلی کا ٹکڑا شبابِ معرفت کا ایک جام تھا جسے پیتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر خودی کی کیفیت طاری ہو گئی اور نگاہوں سے تمام حجاب دور ہو گئے، آنکھوں میں نور ہی نور چھا گیا، تعینات کے حجابات سامنے سے اٹھ گئے، جوشِ حیرت قلب پر طاری ہو گیا اور آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

یہ نہیں کہا جا سکتا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس حالت فراموشی میں کب تک آئینۂ حیرت بنے رہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش آیا تو ساقی جام معرفت محفل سے اٹھ چکا تھا، دل قابو سے باہر ہو گیا تھا اور طبیعت پر جبر کر کے دامن صبر قرار تھام کر بیٹھ گئے۔

عشق میں صبر چونکہ انتہائی دشوار ہوتا ہے لہٰذا حضرت خواجہ معین الدین چشتی

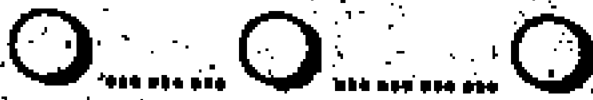
رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قرار نہ رہا اور جو جلوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ دکھا چکے تھے اس جلوہ کو دیکھنے کے بعد اب خود پر ایک دیوانگی کی کیفیت طاری ہو گئی تھی اور دنیا اور دولت دنیا سب حقیر اور بے وقعت دکھائی دینے لگی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں عشق خداوندی جوش مارنے لگا اور قلب تمام دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو گیا اور دنیا سے بے پرواہ ہو گیا۔



قصہ نمبر ۱۲

وطن کو خیر باد کہہ دیا

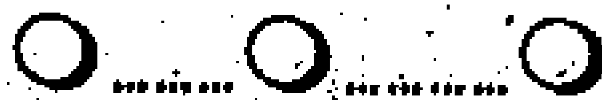
جیسے جیسے وقت گزرتا گیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی دیوانگی اور وارفتگی بڑھتی چلی گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں جام معرفت پینے کے تیسرے دن ہی اپنی تمام املاک فروخت کر کے اس کی رقم راہِ خدا میں خرچ کر دی اور خود معمولی سا زادِ راہ لیا اور اپنے وطن، اپنے عزیز واقارب اور رفقاء کی محبت کو خیر باد کہہ کر چل دیئے۔



قصہ نمبر ۱۴

مطلوب تک رسائی کا طریقہ

محبوب حقیقی کے سچے عاشقوں کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ قربِ یار پانے کے لئے سب سے پہلے علومِ ظاہری کا زینہ طے کرتے ہیں۔ پھر عمل کی دشوار گزار منزلوں کو طے کر کے علومِ باطنی سیکھتے ہیں تب کہیں جا کر انہیں جلوۂ محبوب دکھائی دیتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مطلوب تک رسائی کے لئے یہی راستہ اختیار کیا۔



قصہ نمبر ۱۴

بخارا کے علمی مدارس سے علم کا حصول

اس زمانہ میں ترکستان کی سرحد پر واقع سمرقند اور بخارا کے عظیم الشان دارالعلوم عالمگیر شہرت رکھتے تھے۔ مشرق و مغرب کے ہزاروں طلباء ہر سال علم کی دولت سے مالا مال ہونے کے لیے ان دارالعلوم کا رخ کرتے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے تحصیل علوم و فنون کیلئے سمرقند اور بخارا کا انتخاب کیا۔ بخارا پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔

اگرچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صغیر سنی کی تعلیم کے متعلق کسی سوانح نگار نے قلم کو جنبش نہیں دی کہ والدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گھر میں ابتدائی تعلیم دی تھی مگر سادات خراسان کے مقتدر خاندانوں سے تعلق اور عارف و کامل صاحب فضل و کمال باپ کی گود میں پرورش پانے والے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھلا کیونکر ان پڑھ رہ سکتے تھے۔ حالات و واقعات کے سیاق و سباق میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ زیادہ نہیں تو کم از کم قرآن مجید کی تعلیم اور علوم مروجہ کی ابتدائی کتابیں ضرور پڑھی ہوں گی اور یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ قرآن مجید کے کچھ سپارے بھی حفظ کیے ہوں۔ بہر حال بخارا پہنچنے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نوشت و خواند سے واقف ضرور تھے۔

قصہ نمبر ۱۵

مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا دستارِ فضیلت عطا کرنا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بخارا کے تمام علماء فضلاء کے حلقہ درس میں شریک ہوئے۔ تذکروں اور سوانح عمری کے مطالعہ سے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کن کن اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں حضرت مولانا حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دستار فضیلت عطا فرمائی۔ حضرت مولانا حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہریہ کی تکمیل فرمائی۔

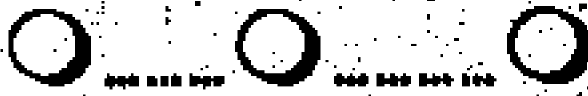
۲۳ سے ۲۴ برس کی عمر میں علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد صفائی قلب اور تزکیہ نفس کا ضروری سامان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بہم پہنچ گیا تھا مگر قلب جس تسکین کا متلاشی تھا وہ نصیب نہ ہوئی اور جس محبوب کو جی بھر کر دیکھنے کی آرزو دل میں چٹکیاں لے رہی تھی اس تک ابھی رسائی نہ ہوئی تھی۔



قصہ نمبر ١٦

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

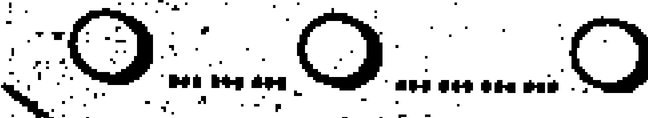
عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتا۔ عشق کی آگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے تن اور من کو جلا رہی تھی۔ تعلیم کی ہوا نے اس آگ کے شعلوں کو اور بھی تیز کر دیا، محبت کا ذوق بڑھ رہا تھا، عشق کے جذبات بھڑک رہے تھے بالآخر جب بے قراری جنوں کی حد کو پہنچی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جانب عراق روانہ ہوئے۔ قصبہ سنجان پہنچ کر حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور پندرہ دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قیام کیا۔



قصہ نمبر ۱۷

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات

سنجان سے روانہ ہو کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف روانہ ہو گئے۔ ان دنوں حضور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ قصبہ جیل میں تشریف فرما تھے۔ یہ قصبہ کوہ جودی کے دامن میں آباد تھا۔ جہاں طوفانِ نوح کے وقت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی آ کر رکی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی حالت تھی۔ حضور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور انہوں نے یہ بشارت بھی دی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے روزگار ہوں گے اور خلق اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہو گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ عرصہ قیام کیا اور واپس تشریف لے گئے۔



قصہ نمبر ۱۸

حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل کی تلاش میں دشت و جبل، کوہ بیاباں، شہر در شہر، قریہ بہ قریہ تلاش و تجسس میں پھرنے لگے۔ یہاں تک کہ پھرتے پھرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ قصبہ ہارون پہنچ گئے۔

ہارون ایک معمولی سا قصبہ تھا جہاں حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے اور ان کی وجہ سے سارا قصبہ خیر و برکت سے معمور تھا۔ حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ قطب وقت تھے۔ ان کی قطبیت کا مہر منور ضوفشاں عالم تھا۔ حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا چرچہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ لوگ دور دراز سے جوق در جوق حاضر خدمت ہو کر مراد کے پھولوں سے جھولیاں بھر بھر کر لے جاتے تھے۔ قصبہ ہارون ان دنوں روحانی تجلیات کا مرکز تھا، چشمہ معرفت کا فیض عالم جاری تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اس چشمہ صافی کی موجوں میں وہی نور جھلکتا نظر آیا جس کا مشاہدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت میں کر چکے تھے۔ ادھر نگاہ ملتے ہی شیخ کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی خواہشات کا جائزہ لے لیا۔

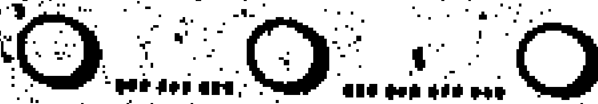


قصہ نمبر ۱۹

سعادتِ بیعت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حرفِ تمنا زبان پر لانا تھا کہ پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے شرابِ معرفت کا ایک جام لبریز آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پلا دیا جس کے پیتے ہی شیشہ قلب کا زنگ دور ہو گیا، حجابِ عظمت سامنے دکھائی دینے لگے مگر اس جام سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تسلی نہ ہوئی۔

ساقی دریا دل نے دوسرا ساغر بھر کر دے دیا اور تحت الثریٰ تک تمام پردے اٹھ گئے۔ یہ جام پینے کے بعد بھی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تشنگی باقی رہی تو ساقی میخانہ معرفت نے تیسرا جام بھی بھر کر پلایا اور اب ہژدہ ہزار عالم روشن ہو گئے۔ شیخ کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے اثر سے تاڑ گئے کہ جوہر اس قابل ہے کہ ذرا سی توجہ خورشید جہانتاب بن سکتا ہے چنانچہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔



قصہ نمبر ۲۰

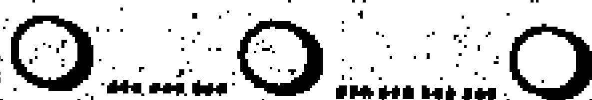
معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) تیرا کام پورا ہو گیا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید ہونے کا واقعہ خود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی، میں نے سر نیاز خم کیا۔ حکم ہوا کہ دو رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں ہزار بار سورۂ فاتحہ اور ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھو۔ دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھو، میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سر سے کلاہ اتار کر میرے سر پر رکھی اور اپنا خرقہ خاص عطا فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھو۔ تعمیل ارشاد کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے خاندان میں ایک دن رات کا مجاہدہ ہے اور آج تم مجاہدہ کرو۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ایک دن اور رات کا مجاہدہ کیا اور اگلے دن حاضر خدمت ہوا تو مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور حکم دیا کہ ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھو۔ پھر فرمایا کہ آسمان کی جانب دیکھو۔ میں نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بتاؤ کیا نظر آ رہا ہے؟ میں نے کہا کہ عرش اعظم تک نظر آ رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زمین کی طرف دیکھو۔ میں نے زمین کی طرف نظر جھکائی تو پوچھا کہ کیا نظر آ رہا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تحت الثریٰ تک نظر آ رہا ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دوبارہ دیکھو میں نے اوپر نظر اٹھائی تو حجاب عظمت تک کوئی پردہ دکھائی نہ دیا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اپنی دونوں آنکھیں بند کر لو۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کیں۔ ایک لمحہ کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولنے کا حکم دیا اور اپنی دو انگلیاں کھڑی کر لیں۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان دونوں انگلیوں کے درمیان نظر ڈالو اور بتاؤ کہ کیا نظر آ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا ہر دو عالم کی کیفیات نظر آ رہی ہیں۔ یہ سن کر مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) تیرا کام پورا ہو گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کے بعد مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سونے کی ایک اینٹ عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دو۔ میں نے تعمیل حکم کیا اور اس کے بعد ارشاد ہوا کہ تم ابھی میرے پاس قیام کرو اور میں نے اس حاضری کو اپنے لئے خوش قسمتی اور نعمت تصور کیا۔



قصہ نمبر ۲۱

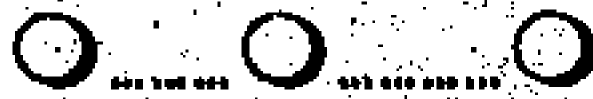
اے اللہ! معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو قبول فرما

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کچھ عرصہ مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حج بیت اللہ کی غرض سے عازمِ سفر ہوا اور پھر جب ہم خانہ کعبہ پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خانہ کعبہ کا غلاف ہاتھ میں پکڑ کر یوں دعا فرمائی۔

"اے اللہ! معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو قبول فرما۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسی وقت غیب سے آواز آئی۔

"ہم نے اسے قبول فرمایا۔"



قصہ نمبر ۲۲

وعلیک السلام یا قطب المشائخ

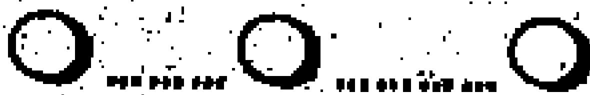
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا۔

''سلام کرو۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا تو جواب میں آواز آئی۔

''وعلیک السلام یا قطب المشائخ۔''

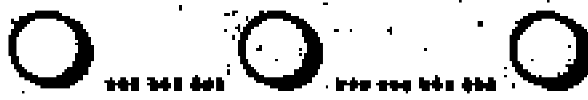
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے بعد میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کرتا ہوا بغداد پہنچا۔



قصہ نمبر ۲۳

زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

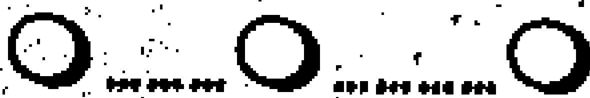
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوئے تو اس رات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہندوستان کی ولایت عطا فرماتے ہوئے تبلیغ اسلام کے لئے ہندوستان جانے کا حکم دیا۔



قصہ نمبر ۲۴

عطائے تبرکات سلسلہ عالیہ چشتیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بغداد آیا اور بغداد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ معتکف ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ تم روزانہ چاشت کو میرے پاس آنا تاکہ میں تمہیں کچھ ضروری باتیں بتاؤں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھائیس روز تک معتکف رہے اور اس دوران مجھے فقر کی تعلیم دیتے رہے اور اسرار وسلوک سے آگاہ کیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خاص، مصلّے، نعلین، چوبی اور عصائے مبارک عطا فرمائے۔ پھر فرمایا کہ یہ چیزیں تمہارے پیرانِ طریقت کی یادگار ہیں اور ان کو نہایت ادب کے ساتھ اپنے پاس رکھنا اور اپنے بعد جس کو اس کا اہل سمجھو اس کے سپرد کر دینا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے رخصت کر دیا اور اس وقت میری عمر ۵۲ برس تھی۔



قصہ نمبر ۲۵

مرشد پاک کی خدمت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے اس درجہ عشق تھا کہ سایہ کی طرح ساتھ لگے رہتے تھے۔ جہاں کہیں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ جاتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کا بستر خواب، توشا اور پانی کا مشکیزہ کندھے پر ڈالے اور دیگر ضروری اشیاء سر پر رکھے ہمراہ ہوتے تھے۔ جہاں مرشد پاک قدم رکھتے تھے وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی آنکھیں بچھاتے تھے۔ کامل بیس برس خدمت و اطاعت میں گزار دیئے اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک سے معرفت اور حقیقت کی باتیں سیکھیں اور فقیری کے اسرار سربستہ سے آگاہی حاصل کی۔

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دن کو دن نہ سمجھا اور رات کو رات نہ جانا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد صرف مرشد پاک کی خدمت تھی۔ اسی خدمت و اطاعت کے سلسلہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہ نعمت عطا فرمائی جس کا اندازہ دشوار ہے۔



قصہ نمبر ۲۶

ایسی نعمت عطا ہوئی جس کی کوئی حد نہیں

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بیس برس تک مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا اور اس عرصہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے نفس کو آرام نہیں دیا اور نہ ہی رات کو رات جانا اور نہ ہی دن کو دن خیال کیا۔ مرشد پاک جہاں بھی سفر پر جاتے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بستر خواب اور دیگر سامان اپنے سر پر اٹھا لیتا اور جب مرشد پاک نے میری یہ اطاعت دیکھی تو مجھے ایسی نعمت عطا فرمائی جس کی کوئی حد نہیں تھی۔



قصہ نمبر ۲۷

حضرت صدر الدین احمد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا احوال

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں سیوستان میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسافرت میں تھا۔ ایک روز ہم ایک صومعہ میں پہنچے۔ جہاں حضرت صدر الدین احمد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے۔ وہ یہاں عبادت میں مشغول رہتے تھے میں کئی روز تک ان کی خدمت میں رہا۔ ان کی حالت ایسی تھی کہ کوئی شخص ان کے پاس سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اندر سے کوئی شئے لاکر دے دیتے اور فرماتے۔

"میرے حق میں دعا کرو میں ایمان کی سلامتی کے ساتھ جاؤں۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت صدر الدین احمد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ جس وقت قبر کی سختی اور موت کا حال سنتے تھے تو تھر تھر کانپنے لگ جاتے تھے۔ ایک ہفتہ تک متواتر پھوٹ پھوٹ کر اس قدر روتے تھے کہ دیکھنے والے بھی رونے لگ جاتے تھے۔ میں جس وقت حاضر خدمت ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ رو رہے تھے۔ جب ذرا سکون ہوا تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

"اے عزیز! جسے موت آنے والی ہو جس کا حریف ملک الموت

ہوا سے سونے اور ہنسنے سے کیا کام۔ اگر تمہیں ان لوگوں کا حال معلوم ہو جائے جو زیر زمین سوتے ہیں اور بچھوؤں سے بھری ہوئی کوٹھری میں محبوس ہیں تو تم اس طرح پگھل جاؤ جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر حضرت صدر الدین احمد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا میں تمہیں تیس برس بیشتر کا واقعہ سناتا ہوں۔ بصرہ کے ایک قبرستان میں ایک بزرگ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے ہمارے قریب ایک قبر میں مردے کو عذاب ہو رہا تھا یہ حال دیکھ کر وہ بزرگ نعرہ مار کر مر گئے۔ میں نے اٹھانا چاہا تو ان کی روح قالب سے پرواز کر چکی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا جسم پانی بن کر بہہ گیا۔



قصہ نمبر ۲۸

سورۂ فاتحہ پڑھ کر دریا پار کرنا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دورانِ سفر دریائے دجلہ پر پہنچا اور دریا میں طغیانی تھی۔ میں اس سوچ میں گم تھا کہ ہم دریا کیسے پار کریں گے کہ دفعتاً مرشد پاک نے فرمایا معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! اپنی آنکھیں بند کر لو۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کچھ دیر بعد مرشد پاک نے فرمایا اپنی آنکھیں کھول دو۔ میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو ہم دریا کے پار تھے۔ میں نے عرض کیا حضور! یہ کیونکر ممکن ہوا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے پانچ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھی اور پھر تمہیں لے کر دریا میں اتر گیا۔



قصہ نمبر ۲۹

اظہارِ کرامت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دورانِ مسافرت ہم ایک جگہ درویشوں کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں یہ رائے قرار پائی کہ سب لوگ اپنی ایک ایک کرامت دکھائیں۔ اس مجلس میں شیخ علاؤ الدین کرمانی، حضرت خواجہ عثمان ہارونی، جناب محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ اور میں شریک تھا اور پھر سب نے اپنی اپنی کرامات دکھائیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا اور سونے کا ایک ٹکڑا نکالا۔ اس ٹکڑے کو ایک درویش کو دے کر فرمایا: کہ جاؤ سب کیلئے شیرینی لے آؤ۔ پھر شیخ علاؤ الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لکڑی کو ہاتھ مارا تو وہ سونے کی ہو گئی۔ پھر مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ میں نے مرشد پاک کے حکم سے اپنے کمبل میں سے چار روٹیاں نکال کر ایک بوڑھے فقیر کی طرف بڑھا دیں۔



قصہ نمبر ۳۰

جو ملے راہِ خدا میں خرچ کر دو

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر میں تھا۔ ہمارے ہمراہ ایک درویش بھی تھے۔ ہم چلتے چلتے اوش پہنچے اور وہاں شیخ بہاؤ الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ بہاؤ الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ اور واصلین میں سے تھے۔ ان کے یہاں دستور تھا کہ جو کوئی ان کی خانقاہ میں آتا تھا۔ وہ محروم اور خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا۔ اگر آنے والے کے پاس کپڑے نہ ہوتے تھے تو وہ اس کو اپنے کپڑے عطا فرما دیتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے غیب سے کپڑے آجاتے تھے۔ ہم کچھ دن ان کی خدمت میں رہے۔ ایک روز انہوں نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے درویش! تجھے جو کچھ ملے اللہ عزوجل کی راہ میں دے دے اور دولت جمع نہ کرنا، اللہ عزوجل کے بندوں کو کھانا کھلانا تاکہ اللہ عزوجل کے دوستوں میں سے ہو جائے۔"



قصہ نمبر ۳۱

بروزِ حشر مالداروں کا حساب ہوگا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیخ علاؤ الدین کرمانی، حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ دعا گو ہم تینوں مدینہ منورہ جا رہے تھے۔ دمشق میں اترے اور جامع مسجد دمشق کے سامنے بارہ ہزار انبیاء کے مزارات ہیں۔ یہاں جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے، حاجتیں بر آتی ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی اور یہاں چند بزرگوں سے ملے۔ ایک دن ہم جامع مسجد دمشق میں بیٹھے ہوئے تھے برابر میں چند درویش بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”قیامت کے دن مالداروں سے حساب ہوگا اور درویشوں سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔“

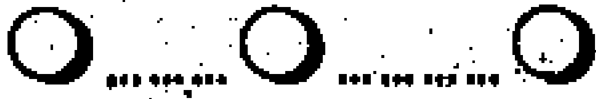
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات ایک شخص پر گراں گزری وہ بحث کرنے لگا اور کہنے لگا۔

”یہ بات کس کتاب میں لکھی ہے؟“

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کتاب کا نام یاد نہ تھا انہوں نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ

جس کتاب میں یہ بات تحریر ہے وہ کتاب اس شخص کو دکھلاؤ۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کتاب اس آدمی کے سامنے لا کر رکھ دی۔ کتاب دیکھ کر اس آدمی کو شرمندگی ہوئی اور اس نے اپنا سر حضرت عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں رکھ دیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔



قصہ نمبر ۳۲

شیخ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کرنا

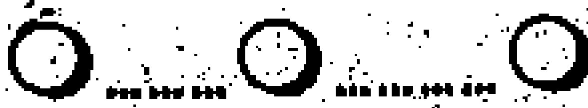
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر ان سے رخصت ہوئے اور بغداد کی جانب چلے۔ راستہ میں قصبہ خرقان میں شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی زیارت کی اور پھر خرقان سے استر آباد پہنچے اور یہاں حضرت شیخ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایا بزرگ اور عارف باللہ تھے۔ ان کا سلسلہ ارادت دو واسطوں سے حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے اور نورِ عرفان حاصل کرتے رہے۔ استر آباد سے چل کر آپ رحمۃ اللہ علیہ اصفہان پہنچے۔ اصفہان اس زمانہ میں دنیا کا ایک نہایت عمدہ اور خوبصورت شہر تھا۔ یہاں حضرت شیخ علی بن اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ تھی۔ لوگ ان کا بہت ادب اور تعظیم کرتے تھے۔ دور دور سے ان کی زیارت کے واسطے آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اصفہان پہنچ کر حضرت شیخ محمود اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔



قصہ نمبر ۳۲

پہلا مرید

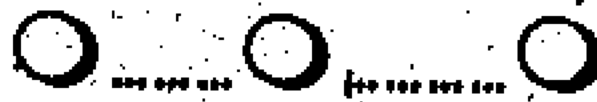
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جس وقت اصفہان میں موجود تھے اس وقت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل کی تلاش میں اصفہان آئے ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ سے حضرت شیخ محمود اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کشف و کرامت کا مطالعہ کر کے مرید ہونے کے متعلق سوچ رہے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر جونہی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو بے تاب ہو گئے اور بالآخر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہو کر حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔



قصہ نمبر ۳۴

ہمدان اور تبریز میں قیام

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں مرشد پاک سے رخصت ہونے کے بعد ہندوستان کی جانب عازمِ سفر ہوئے تو راستہ میں اصفہان میں قیام کیا اور پھر اصفہان سے ہمدان تشریف لے گئے اور وہاں حضرت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اکتسابِ فیض کیا اور پھر تبریز تشریف لے گئے اور حضرت شیخ ابوسعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں کچھ عرصہ رہ کر اپنے ذوق وشوق کو پروان چڑھایا۔



قصہ نمبر ۳۵

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر معتکف ہونا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تبریز سے ایک مرتبہ پھر بغداد پہنچے اور بغداد میں اس وقت جلیل القدر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم موجود تھے اور حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پر حاضری کی سعادت حاصل کی اور معتکف ہو کر روحانی فیوض و برکات حاصل کیے۔

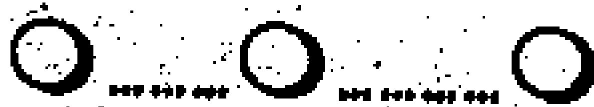
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقات کی اور شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی اور راز و نیاز کی بے شمار باتیں ہوئیں۔



قصہ نمبر ۳۶

بھوک کے وقت شکار کرتے تھے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے بلخ، بدخشاں، ہرات اور سبزوار تشریف لے گئے۔ بلخ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں قیام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ دورانِ سفر تیر کمان، نمک دان اور طباق ساتھ رکھتے تھے اور پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھوک لگتی تو کسی پرندہ کا شکار کر کے اپنا پیٹ بھر لیا کرتے تھے۔ ان دن آپ رحمۃ اللہ علیہ بھوکے تھے جب بھوک کی شدت بڑھی تو شکار کی تلاش میں نکلے اور پھر ایک کلنگ ملا جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شکار کیا اور ذبح کر کے خادم کے حوالے کیا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔



قصہ نمبر ۳۷

پہلی کرامت

روایات میں آتا ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ مقیم تھے اور نماز میں مشغول تھے اور خادم کلنگ کا گوشت بھون رہا تھا تو قریب ہی ایک مشہور فلسفی اور حکیم کی رہائش گاہ تھی جہاں اس کا قائم کردہ مدرسہ بھی تھا اور اس مدرسہ میں دور دراز سے طلباء تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ اس فلسفی کا نام ضیاء الدین تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز میں مشغول تھے اور خادم کلنگ بھون رہا تھا۔ حکیم ضیاء الدین فلسفی وہاں سے گزرا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نماز پڑھتا دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور خادم سے پوچھا کہ تم کس کے لئے کباب تیار کر رہے ہو اور یہ کون بزرگ ہیں جو نماز میں مشغول ہیں؟

خادم نے ضیاء الدین فلسفی کی بات سنی تو کہا یہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ضیاء الدین فلسفی چونکہ فلسفیانہ دلائل کی روشنی میں اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی بزرگی اور کرامات کے قائل نہ تھے اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا ذکر مضحکہ خیز انداز میں کیا کرتے تھے جس سے لوگوں پر بہت برا اثر پڑتا تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز سے فارغ ہو کر ضیاء الدین فلسفی پر ایک نظر ڈالی تو وہ بیتاب ہو کر زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور ان پر سکتہ کی حالت طاری ہو گئی اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ ضیا الدین فلسفی کی آنکھیں کھلی تھیں مگر ہوش و حواس غائب تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حالت دیکھ کر ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور

اپنا دست شفقت پھیرا تو وہ ہوش میں آ گئے۔ ہوش میں آتے ہی ضیاء الدین فلسفی نے اپنا سر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں رکھ دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ضیاء الدین فلسفی کی مزاج پرسی کی۔ اس دوران خادم نے کلنگ بھون کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ پڑھ کر ٹانگ ضیاء الدین فلسفی کو عنایت فرمائی، دوسری ٹانگ کا گوشت اتار کر خود تناول فرمایا اور باقی کا گوشت خادم کے حوالے کر دیا۔

ضیاء الدین فلسفی کے حلق سے گوشت کا پہلا لقمہ اترا تھا کہ حقیقت اور معرفت کا آئینہ سامنے نظر آیا۔ عقل اور فلسفہ کے سبب جو خیالات ان کے دماغ میں بھرے ہوئے تھے سب کے سب نکل گئے اور گزشتہ خیالات فاسدہ پر نادم ہوئے اور تائب ہو کر معافی مانگی اور اس کے بعد اپنے تمام شاگردوں سمیت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

جب یہ بات اہل شہر کو معلوم ہوئی تو لوگ جوق در جوق حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ضیاء الدین فلسفی کی حالت بدل گئی تھی اور وہ اپنا سارا وقت عبادت و ریاضت میں گزارنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اسرار و رموز اور ظاہر و باطن کی تعلیم دی، خرقہ درویشی عطا فرمایا اور اپنا جانشین بنا کر ہدایت خلق پر مامور کیا۔



قصہ نمبر ۳۸

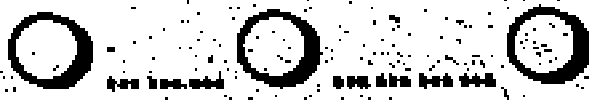
کعبہ نگاہوں کے سامنے ہے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بلخ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد سمرقند تشریف لے گئے اور وہاں حضرت ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے قریب ایک مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ ایک شخص قبلہ کی سمت پر بحث کر رہا تھا اور کسی بھی صورت یہ بات ماننے کو تیار نہ تھا کہ قبلہ کی سمت درست ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ کی جانب منہ کرتے ہوئے اس سے فرمایا۔

"سامنے دیکھ کیا نظر آ رہا ہے؟"

اس شخص نے سامنے دیکھا اور کہا۔

"میں کعبہ کو دیکھ رہا ہوں۔"



قصہ نمبر ۳۹

بدخشاں میں ایک بزرگ سے ملاقات کا احوال۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بلخ سے بدخشاں پہنچے۔ بدخشاں میں حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ایک بزرگ رہتے تھے۔ جن کی عمر ۱۴۰ سال تھی اور ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ملاقات کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استفسار پر انہوں نے فرمایا میں اس صومعہ میں معتکف ہو کر مجاہدۂ نفسانی میں مشغول تھا۔ ایک دن کسی دنیاوی ضرورت سے باہر جانے کا خیال پیدا ہوا۔ ایک پاؤں نکالا ہی تھا کہ غیب سے آواز آئی۔

"اے مدعی! ہمی عہد کردہ بودی کہ فراموش کردی۔"

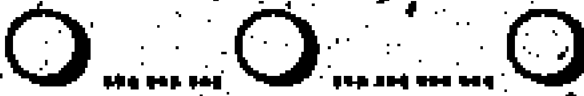
اس آواز کے سنتے ہی میرا دل بے قرار ہو گیا اور اسی وقت چھری لے کر اپنا پاؤں کاٹ پھینکا۔ اس روز سے دل میں یہ خیال جاگزیں ہے کہ کل قیامت کے دن درویشوں کے سامنے روئے سیاہ لے کر کیونکر جاؤں گا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو سن کر بہت متاثر ہوئے اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔



قصہ نمبر ۴۰

اہل ہرات کا فیضیاب ہونا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بدخشاں سے ہرات تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دی اور رات بھر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ اس مزار شریف پر ہیبت خداوندی کا نزول تھا اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ ادب کو بہت ملحوظ رکھتے تھے۔ یہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرصہ دراز تک مجاہدہ کیا۔ چند روز بعد جب اہل ہرات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پتہ لگا تو وہ جوق در جوق آ کر فیوض و برکات حاصل کرنے لگے۔



قصہ نمبر ۴۱

شیخ محمد یادگار کا تائب ہونا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہرات سے سبزوار تشریف لے گئے اور ان دنوں سبزوار کا حاکم شیخ محمد یادگار تھا۔ اس کو خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے اس قدر ضد تھی کہ جس شخص کے نام کا کوئی جزو بھی ابو بکر، عمر اور عثمان ہوتا تھا وہ اس کے حاکمانہ عتاب کا نشانہ بنتا تھا۔ شیخ محمد یادگار کا باغ شہر سے باہر تھا۔ اس حوض کے کنارے ایک نشست گاہ تھی جہاں بیٹھ کر شیخ محمد یادگار داد عیش دیا کرتا تھا۔

حسن اتفاق سے جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سبزوار پہنچے تو بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے اسی لئے اس باغ میں ٹھہر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حوض میں غسل کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور تلاوتِ کلام خداوندی میں مشغول ہو گئے۔ اسی دوران اطلاع آئی کہ حاکم شہر شیخ محمد یادگار سیر و تفریح کے لئے باغ میں تشریف لا رہا ہے۔ باغ کے مالی اور خدام نے صفائی اور آرائش شروع کر دی۔ حوض کے کنارے فرش فروش بچھانے آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رونق افروز دیکھا۔

خدام چاہتے تھے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حوض کے کنارے سے اٹھا دیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نورانی چہرہ دیکھ کر کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہی حوض کے کنارے خوشنما اور بیش قیمت

قالینوں کا فرش بچھا دیا اور ہر قسم کا سامان عیش سجا دیا۔ کچھ دیر بعد شیخ محمد یادگار کی سواری آئی۔ خدام مؤدب کھڑے ہو گئے۔

خدام جانتے تھے کہ شیخ محمد یادگار نہایت بدعقیدہ آدمی ہے اور اولیاء اللہ کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتا اور ممکن ہے کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی نقصان پہنچائے۔ ایک خادم نے نہایت ادب کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔

''حضور! اگر حرج نہ ہو تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی دوسری جگہ تشریف لے جائیں۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''تم کوئی فکر نہ کرو اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھو۔''

خادم وہاں سے ہٹ کر ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ اب پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد شیخ محمد یادگار آیا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جگہ دیکھ کر غصہ سے خدام سے مخاطب ہوا۔

''اس فقیر کو یہاں سے کیوں نہیں اٹھایا؟''

خادم خوف کے مارے کانپنے لگا اور اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد یادگار کی طرف ایک نظر ڈالی تو وہ لرزہ براندام ہو کر گر پڑا اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔ محفل عیش و نشاط ماتم کدہ بن گئی۔ خدام نظریں جمائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ رہے تھے۔

خادم نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے مؤدبانہ التجا کی۔

''حضور! یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ کے شناس نہیں تھے اس لئے ان

سے گستاخی سرزد ہو گئی ان کا قصور معاف فرما دیجئے۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو تو شیخ محمد یادگار کی اصلاح منظور تھی اس لئے خادم سے فرمایا۔

"بسم اللہ پڑھ کر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارو۔"

خادم نے حکم کی تعمیل کی اور شیخ محمد یادگار کو ہوش آ گیا مگر اب اس کی حالت بدل چکی تھی اور وہ حکومت کے نشہ سے نکل چکا تھا۔ شیخ محمد یادگار نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا اور عرض کیا۔

"حضرت میں تمام ممنوعات سے باز آیا آپ رحمۃ اللہ علیہ میری خطا معاف فرما دیجئے۔"

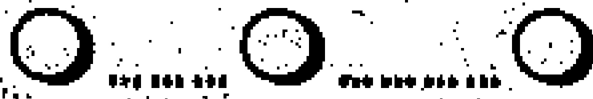
حضرت خواجہ صاحب معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست شفقت سے اس کا سر اٹھایا اور اصحاب کبار کے مناقب اس انداز میں بیان فرمائے کہ تمام حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔ اس کے بعد شیخ محمد یادگار نے وضو کر کے دوگانہ شکر ادا کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہو گئے۔ شیخ محمد یادگار نے اپنا کل مال و اثاثہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"جن لوگوں سے تم نے یہ مال جبراً حاصل کیا ہے اسے ان کو واپس لوٹا دو تا کہ قیامت کے دن کوئی تمہارا ہاتھ نہ پکڑے۔"

شیخ محمد یادگار نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اپنا سارا مال و دولت ان کے حقیقی مالکان کے حوالے کر دیا اور جو کچھ بچ گیا وہ فقراء میں تقسیم کر دیا اور اپنے نفس پر عیش و آرام حرام کر کے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد وہ ہر وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے لگا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اس قدر عاشق

ہوا کہ جدائی ناقابل برداشت ہوگئی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سبزوار سے چلے تو شیخ محمد یادگار نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جانا چاہا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ بزرگ تھے اس وقت تو اپنے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا البتہ جس وقت ہندوستان روانہ ہوئے تو شیخ محمد یادگار کو اپنے ساتھ لے گئے۔ شیخ محمد یادگار مدت العمر تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم بن کر رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر خادم بن کر زندگی گزاری اور وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے جانب مشرق مدفون ہوئے۔ جہاں ۲۵ اور ۲۶ رجب کو بڑی دھوم دھام سے عرس ہوتا ہے۔



قصہ نمبر ۴۲

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کا اظہار

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں وارد ہوتے ہی سب سے پہلے حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضر ہوئے اور معتکف ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزارِ مبارک پر چالیس دن تک چلہ کیا مگر زیارت باسعادت نصیب نہ ہوئی۔ چالیسویں دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرمایا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

چنانچہ اس رات حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت ہند پر اپنی مہر ثبت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان الہند کا خطاب دیا اور اجمیر جانے کا حکم دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شعر آج بھی لوگوں کی زبانوں پر اسی خلوص کے ساتھ جاری ہے اور اس شعر سے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔



قصہ نمبر ٤٣

پرتھوی راج کی ماں کی پیشین گوئی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی منزل اجمیر تھی چنانچہ لاہور میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اجمیر کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے بارہ برس قبل پرتھوی راج جو کہ ہندوستان کا بادشاہ تھا اسے اس کی والدہ نے آگاہ کر دیا تھا کہ آج سے بارہ برس بعد اجمیر میں ایک درویش اس صورت وشکل اور اس وضع قطع کا چالیس رفقاء کے ساتھ آئے گا۔ اس درویش کے ہاتھوں تیری سلطنت کا خاتمہ ہوگا۔ پرتھوی راج کی ماں علم نجوم کی ماہر تھی۔ پرتھوی راج نے اسی دور سے اپنا یہ حکم نافذ کر دیا تھا کہ اس تاریخ سے اگر کوئی مسلمان فقیر اس صورت و شکل کا چالیس رفقاء کے ساتھ ہماری سلطنت میں داخل ہو تو اسے فوراً قتل کر دیا جائے۔



قصہ نمبر ٤٤

دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رہنمائی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ لاہور سے روانہ ہو کر سمانہ پٹیالہ پہنچے تو پرتھوی راج کے سپاہیوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شناخت کر لیا اور حاکم کو اطلاع کر دی۔ حاکم کے حکم سے سپاہیوں نے از راہ فریب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قیام کی جگہ تجویز کر دیں۔ حاکم سمانہ نے بھی اظہارِ عقیدت کے طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعوت نامہ بھیجا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ فرمایا اور مراقبہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے حکم ہوا۔

"یہ لوگ مکار و دغا باز ہیں۔ ان کی باتوں میں نہ آنا۔"

دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہدایت پاتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم سمانہ کی دعوت رد کر دی اور فرمایا۔

"ہم فقیر لوگ ہیں اور ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔"

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

سلطان محمود غزنوی کے حملوں نے تو ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی لہر دوڑی ہوئی تھی۔ سلطان شہاب الدین کی شکست نے ان کے حوصلے بڑھا دیے۔ تعصب کی اس قدر فراوانی ہو گئی کہ اگر کہیں کوئی مسلمان نظر آ جاتا تو اس کی تکہ بوٹی کر ڈالتے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سیدھے دہلی پہنچے

اور راج مندر اور راج محل کے مابین ڈیرا لگا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء کو دیکھ کر سارے شہر میں غیض وغضب کی لہر دوڑ گئی۔

اس زمانہ میں دہلی پرتھوی راج کے قلعہ اور لال کوٹ کے مجموعہ کا نام تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دہلی عین اس مقام پر آباد تھا جہاں قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی لاٹھ موجود ہے۔ اس دہلی کی فصیل کا طول چار میل تھا اور دیواروں کی بلندی خندق سے ۶۰ فٹ اور چوڑائی ۳۰ فٹ تھی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی پہنچ کر راج محل اور مندر کے درمیان ڈیرا لگا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی رعب وجلال کی وجہ سے کسی بے دین کو اذیت پہنچانے کی جرأت تو نہ ہوئی مگر شہر کے معززین کا ایک وفد کھانڈے راؤ حاکم دہلی کے پاس جا کر فریادی ہوا۔

"ان مسلمان فقیروں سے دیوتا ناراض ہو رہے ہیں اگر ان لوگوں کو اوّلین فرصت میں شہر بدر نہ کیا گیا تو دیوتاؤں کا قہر تباہی سلطنت کا باعث ہوگا۔"

کھانڈے راؤ حاکم دہلی نے اسی وقت حکم دیا کہ ان فقیروں کو شہر سے نکال دیا جائے۔



قصہ نمبر ٤٥

سینکڑوں راجپوت مسلمان ہو گئے

حاکم دہلی کھانڈے راؤ کے حکم کی تعمیل کے لئے پولیس کا ایک دستہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بات چیت کی اور حالات دریافت کئے گئے۔ اس پولیس افسر اور اس کے سپاہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و مواعظ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانثار بن گئے۔ ان لوگوں کے مسلمان ہو جانے سے دوسرے لوگوں میں بھی رغبت پیدا ہوئی اور یوں رفتہ رفتہ چند دنوں میں سینکڑوں راجپوت مسلمان ہو گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور کرامات کا چرچہ سن کر ضرورت مندوں کا تانتا بندھ گیا۔ دہلی میں اسلام کی شمع روشن ہو گئی اور پروانوں کا ہجوم جمع ہونے لگا اور تھوڑے ہی دنوں میں ہندوؤں کی خاصی بڑی تعداد مسلمانوں ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ اعظم قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو تبلیغ و ہدایت کے لئے دہلی چھوڑا اور خود اجمیر کی جانب روانہ ہو گئے۔



قصہ نمبر ۴۶

جا تیرے اونٹ کھڑے ہو گئے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۷ محرم الحرام ۵۶۱ھ کو اجمیر میں داخل ہوئے اور شہر سے باہر ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمانے کا ارادہ کیا۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی سامان بھی نہ رکھنے پائے تھے کہ پرتھوی راج کے ایک فرعون صفت ملازم نے حقارت آمیز لہجہ میں کہا یہاں سامان نہ اتارو یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں اونٹوں سے کیا غرض وہ یہاں بیٹھتے رہیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کی معیت میں انا ساگر کے کنارے اس پہاڑی پر تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ ہے۔ شام ہوئی تو راجہ کے اونٹ اس جگہ آ کر بیٹھ گئے اور ایسے بیٹھے کہ اٹھنے کا نام نہ لیا۔ راجہ کے ملازموں نے بہت کوشش کی، خوب مارا پیٹا مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر ملازم دوڑتے ہوئے راجہ کے پاس آئے۔ ملازموں کی زبان سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری اور اونٹوں کا واقعہ سن کر پرتھوی راج کے پیروں تلے زمین نکل گئی اور وہ تھوڑی دیر سوچ بچار کے بعد کہنے لگا۔

"علاج ایں غیر آں نیست کہ پیش ہماں درویش بروی و سر خود در پیش پایش با عالجاج نمائی۔"

"اس مصیبت کا علاج اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ تو اس درویش

کے پاس جا کر اپنا سر اس کے قدموں میں رکھ کر شاندار عاجزی کا اظہار کر۔"

چنانچہ ملازموں نے ایسا ہی کیا اور پرتھوی راج اپنی ماں کی پیشین گوئی سے پہلے ہی خائف تھا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اجمیر آمد سے اسے کامل یقین ہو گیا تھا کہ ان کا مقابلہ اس کے بس کا کام نہیں ہے۔ سرحد اور اندرون ملک کے انتظام کے باوجود اس فقیر کا صحیح سالم پہنچ جانا یقیناً موت کا پیغام تھا مگر وہ راجہ تھا اور ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ، حکومت، طاقت اور دولت اس کے پاس تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بلا سبب ہتھیار ڈالنا اس کی شان کے خلاف تھا مگر پھر بھی اسے دبے الفاظ میں اسے حقیقت اور بے بسی کا اقرار کرنا پڑا اور ملازموں سے یہ بات کہے بغیر نہ رہا گیا کہ ان فقیروں کو راستہ سے ہٹانا آسان کام نہیں ہے۔ اس تازہ مصیبت کا علاج یہی تھا کہ اس فقیر کے قدموں میں سر رکھ کر عاجزی سے کام لے کر اپنا مطلب نکالے تاکہ رسوائی سے بچ سکے۔

ملازموں نے حکم کی تعمیل کی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں سر رکھ کر معافی مانگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"بروشتر انت برخاستاند۔"

"جا تیرے اونٹ کھڑے ہو گئے۔"

ملازموں نے واپس آ کر دیکھا تو اونٹ کھڑے تھے۔ ملازموں نے راجہ کو اطلاع کی اور پرتھوی راج اس کرامت کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔



قصہ نمبر ۴۷

ہندو گوالا مسلمان ہوگیا

جس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے انا ساگر کے کنارے ایک سایہ دار پیڑ کے نیچے قیام فرمایا وہاں ایک گوالا راجہ کی گائیں چرا رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گوالے سے فرمایا ہمیں دودھ پلاؤ۔ گوالے نے کہا یہ راجہ کے گایوں کی بچھیاں ہیں اوران میں سے کوئی بھی دودھ نہیں دیتی ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بچھیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اس بچھیا کا دودھ لے آؤ۔ گوالا حیرانگی کے عالم میں اس بچھیا کے پاس گیا اور بچھیا کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دیکھتے ہی دیکھتے بچھیا کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سے اس بچھیا نے اس قدر دودھ دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ ہندو گوالا مسلمان ہوگیا۔



قصہ نمبر ۴۸

دشمن بے حس وحرکت ہو گئے

اناساگر کے کنارے جس جگہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے قیام کیا وہاں بے شمار مندر تھے اور ان مندروں میں قریباً ایک ہزار بت تھے اور ان کے پجاریوں کی تعداد تین سو کے لگ بھگ تھی۔ ان مندروں میں روشنی کا انتظام پرتھوی راج کی جانب سے تھا اور ان مندروں میں روزانہ ساڑھے تین من تیل جلایا جاتا تھا اور ان مندروں میں ایک مندر خاص پرتھوی راج کا تھا جس کے اخراجات کے لئے پرتھوی راج کی جانب سے کئی گاؤں وقف تھے۔ اس مندر کا نام راج مندر تھا جس میں راجہ، امراء اور اشراف ہنود کے علاوہ عوام کو داخلہ کی اجازت نہ تھی۔ ان مندروں کے قریب ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء تالاب میں وضو کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اجمیر کے ہنود خصوصاً برہمنوں کو یہ باتیں سخت ناگوار گزرتی تھیں۔ برہمنوں نے پرتھوی راج سے شکایت کرتے ہوئے کہا۔

"ایک مسلمان فقیر اور اس کے چند ساتھی اناساگر کے کنارے مندروں کے قریب ٹھہرے ہوئے ہیں یہ لوگ ہمارے مندروں اور تالابوں کو نجس کرتے ہیں اس سے ہمارا دھرم بگڑتا ہے۔"

پرتھوی راج نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان فقیروں کو مندروں کے پاس سے ہٹا دو۔ ادھر کسی شخص نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی خبر دے

دی کہ برہمنوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شکایت پرتھوی راج سے کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مطمئن لہجے میں فرمایا۔

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

پرتھوی راج کے حکم کی تعمیل کے لئے پولیس کا ایک دستہ جس کے ساتھ اہل ہنود بالخصوص برہمنوں کا ایک جم غفیر تھا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو انا ساگر کے کنارے سے اٹھانے کے لئے روانہ ہوا۔ پولیس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔

"یہاں سے اٹھ کر فوراً شہر سے باہر نکل جائیں ورنہ طاقت سے شہر سے باہر نکال دیئے جائیں گے۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بیہودہ بکواس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ پولیس اور برہمنوں نے طاقت استعمال کرنا چاہی مگر جونہی پولیس اور برہمن آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حملہ کے لئے آگے بڑھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مٹھی خاک پر آیت الکرسی پڑھ کر حملہ آوروں کی جانب پھینک دی۔

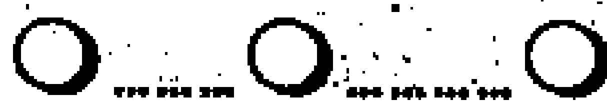
سیر الاقطاب میں یہ واقعہ یوں منقول ہے۔

"سرکاری آدمی اور برہمن ہتھیار، لاٹھی اور گوپھن وغیرہ لے کر روانہ ہوئے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس ہجوم کا مقصد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف پہنچانا تھا۔"

اس عبارت کا مفہوم ہے۔

"کفار اجمیر کا ارادہ صرف حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا شہر سے اخراج ہی نہ تھا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء سمیت قتل کر دیں۔"

بہر حال حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی جانب پھینکی اور جس شخص پر اس خاک کے ذرے پڑے وہ دیوانہ ہو گیا یا اس کا جسم خشک ہو گیا اور وہ بے حس و حرکت ہو گئے۔ دشمنوں میں بھگدڑ مچ گئی اور لوگ بھاگتے دوڑتے ہوئے پرتھوی راج کے پاس پہنچے اور سارا حال بیان کیا اور کچھ لوگوں نے مندروں میں چھپ کر پناہ لی۔



قصہ نمبر ۴۹

رام دیو مسلمان ہو گیا

گزشتہ واقعہ سے کفار کی عاجزی اور بے بسی نمایاں ہو چکی تھی اور یہ حقیقت الم نشرح ہو چکی تھی کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ دشوار ہے۔ اس لئے جنگ چھوڑ کر برہمنوں نے ایک اور راستہ اختیار کیا اور وہ مندروں کے سب سے بڑے پجاری رام دیو مہنت کے پاس گئے اور اس سے تمام حالات بیان کئے اور مدد کی درخواست کی۔ رام دیو نے ساری کہانی سن کر بڑی دیر تامل کے بعد کہا۔

"یہ فقیر بڑا صاحب کمال اور پہنچا ہوا ہے اور میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

رام دیو سحر و ساحری کا بھی استاد تھا اس نے کہا۔

"ہاں! البتہ! اس فقیر کا مقابلہ سحر و ساحری سے ممکن ہے۔"

چنانچہ رام دیو نے تمام پجاریوں کو سحر کے منتر تعلیم کئے اور انہیں بتلایا کہ ان منتروں کے سامنے یہ فقیر نہ ٹھہر سکے گا۔ سحر و ساحری کی تعلیم کے بعد رام دیو اپنے شاگردوں کے ہمراہ اناساگر کے کنارے آیا۔ رام دیو سب سے آگے تھا اور اس کے پیچھے تمام پجاری اور شاگرد تھے۔ جس وقت رام دیو اور اس کے شاگردوں نے افسوں پڑھنا شروع کیا۔ کسی خادم نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

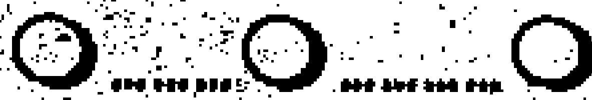
"سحر کارگر نہ ہوگا، یہ دیو راہ راست پر آ جائے گا۔"

یہ فرما کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نماز میں مشغول ہو گئے۔

تھوڑی سی دیر میں رام دیو اور اس کے ساتھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل قریب آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز سے فارغ ہو کر جونہی اس مجمع پر نظر ڈالی' وہ سب اپنی جگہ پر رک گئے، ان کی زبانوں پر تالے پڑ گئے اور قوتِ رفتار و گفتار سلب ہو کر رہ گئی۔

رام دیو، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر بید کی طرح تھر تھر کانپنے لگا۔ وہ اپنی زبان سے رام رام کہنا چاہتا تھا مگر زبان سے رحیم رحیم نکلتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر پجاریوں نے رام دیو کو نصیحت کرنی شروع کر دی مگر اس کی یہ حالت تھی کہ لکڑی، ڈنڈا اور پتھر جو بھی ہاتھ لگا، پجاریوں پر پل گیا اور بیسیوں پجاریوں کے سر پھاڑ دیئے، ہاتھ پیر توڑ دیئے جس کے بعد پجاری بھاگ گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کے ہاتھ پیالہ پانی سے بھرا رام دیو کے پاس بھیجا۔ رام دیو بہ شوق تمام پانی پی گیا۔ پانی کا پینا تھا کہ اس کے دل سے کفر کی ظلمت محو ہو گئی اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا، توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ رام دیو کے مسلمان ہونے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور اس کا نام شادی دیو رکھا۔



قصہ نمبر ۵۰

جے پال جوگی

شادی دیو کے قبول اسلام سے پرتھوی راج کو یقین ہو گیا کہ یہ فقیروں کی نہیں بلکہ پکے جادوگروں کی جماعت ہے اور کوئی بڑا جادوگر ہی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ پرتھوی راج نے اپنے زمانے کے سب سے بڑے جادوگر جے پال کو مقابلہ پر معمور کیا۔ جے پال جوگی ہندوستان کا سب سے بڑا جادوگر تھا۔ اس کے ڈیڑھ ہزار چیلے تھے۔ ان میں سے ستر چیلے نفوس پکے فسونگر تھے اور باقی اپنے اپنے کاموں میں ماہر اور استاد تھے۔

جے پال، پرتھوی راج کا خاندانی گورو تھا۔ پرتھوی راج کی نظر میں اس کی بے پناہ عزت تھی اور وہ اس کا بے حد احترام کیا کرتا تھا۔ جے پال علم نجوم، رمل کا بھی بہت بڑا ماہر تھا۔ پرتھوی راج نے جے پال کو اپنے دربار میں بلوایا اور تمام حالات بیان کیے اور اس سے مدد کی درخواست کی۔ جے پال کو اپنے علم و کمال پر پورا اعتماد تھا اس نے کہا۔

”خاطر جمع رکھو میں اس فقیر کو اجمیر سے نکال کر رہوں گا۔“

یہ کاروائی چونکہ رعایا اور راعی کے اشتراک عمل سے ہو رہی تھی۔ پجاری اور برہمن خوش تھے اب یہ فقیر جے پال کی فسوں کاری کا کہاں تک مقابلہ کر سکے گا اور لاچار اور مجبور ہو کر اجمیر سے چلا جائے گا۔ جے پال نے اپنے تمام چیلوں کو جمع کیا

اور ان کو سحر کاری کا سامان فراہم کیا۔ اس کے بعد وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے مقابلہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ ادھر کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دے دی کہ جے پال مقابلہ کیلئے آ رہا ہے۔

شادی دیو اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ بگوش غلام بن گیا تھا اور ہر وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شادی دیو کو حکم دیا کہ جاؤ اور یہ پیالہ اناساگر کے پانی سے بھر لاؤ۔ شادی دیو نے جونہی وہ پیالہ تالاب میں ڈبویا تو تالاب کا سارا پانی اس پیالہ میں آ گیا اور تالاب میں ایک قطرہ پانی کا نہیں رہا اور پیالہ پھر بھی نہ بھرا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پانی کا وہ پیالہ اپنے پاس رکھ لیا۔ اسی پانی کے پیالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہمراہی اپنی تمام ضروریات پوری کرتے تھے اور اس میں ذرا برابر بھی کمی واقع نہ ہوتی تھی۔ اس پیالہ میں پانی بھرنے سے نہ صرف اناساگر کا پانی خشک ہوا بلکہ اجمیر شہر میں جتنے کنویں تھے سب کے سب خشک ہو گئے۔ شیر خوار بچوں کی ماؤں کے پستانوں میں دودھ نہ رہا۔ دودھ دینے والے جانوروں کے بچے دودھ خشک ہو جانے کی وجہ سے بلبلانے لگے۔ سارے شہر میں کہرام مچ گیا۔ پیاس کی وجہ سے سارے شہر کے آدمی اور جانور بے تاب ہو گئے اور پرتھوی راج کی پریشانی کا حال تو نہ پوچھو۔

جے پال جوگی بھی پیاس سے مرنے لگا تو اناساگر کے کنارے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا۔

"مخلوق خدا شدت تشنگی سے مر رہی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فقیر ہیں۔ فقیر رحیم و کریم ہوتے ہیں اور اپنے رحم و کرم سے مخلوق خدا

کو پیاسا مرنے سے بچالو۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا بحر کرم جوش میں آ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شادی دیو سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"جاؤ یہ پیالہ پانی کے تالاب میں الٹ دو۔"

شادی دیو نے جونہی پانی کا پیالہ تالاب میں ڈالا زمین سے چشمے ابلنے لگے چشم زدن میں تالاب پانی سے لبالب بھر گیا۔



قصہ نمبر ۵۱

جے پال کی ہٹ دھرمی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھ کر جے پال جوگی کو اپنی حرکت اور ہٹ دھرمی سے باز آ جانا چاہیے تھا مگر وہ باز نہ آیا۔ جے پال نے اپنے چیلوں کو حکم دیا۔

"اپنا کام شروع کرو اور اپنے ہنر دکھاؤ۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء کے گرد عصائے مبارک سے حصار کھینچ دیا اور فرمایا۔

"اس حصار سے باہر نہ جانا جادو بے کار ہو جائے گا۔"

پہاڑ کی جانب سے ہزاروں سانپ حصار کی طرف دوڑے مگر حصار کے نزدیک پہنچ کر بے بس ہو گئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا۔

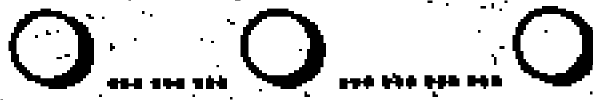
"ان سانپوں کو بے خوف و خطر پکڑ کر پہاڑوں کی طرف پھینک دو۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور یہ سانپ جس جگہ جا کر گرے اس جگہ زمین پر ایک درخت برآمد ہو گیا۔

جے پال خود بھی میدان عمل میں سرگرم تھا۔ سحر کاری کی حسرتناک ناکامی کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ جے پال دل ہی دل میں سخت نادم اور شرمندہ ہوا کہ آج میری

ساری عزت خاک میں مل گئی۔ آج کے بعد میری عزت کون کرے گا؟ میں پرتھوی راج کو کیا جواب دوں گا اور پرتھوی راج کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا؟

اس کے بعد جے پال کے چیلوں نے یہ حربہ استعمال کیا کہ آسمان سے آگ برسانی شروع کر دی۔ آگ کے تودوں کے انبار لگ گئے مگر ایک چنگاری بھی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے لگائے گئے حصار کے اندر داخل نہ ہو سکی۔



قصہ نمبر ۵۲

جے پال، خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں

جے پال جوگی کی ہٹ دھرمی برقرار تھی اس نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہا

''اب میرا اور تمہارا مقابلہ باقی رہ گیا ہے بہتر یہ ہے کہ تم اجمیر چھوڑ کر چلے جاؤ ورنہ آسمان پر جا کر تمہارے اوپر اس قدر بلائیں برساؤں گا کہ تم سنبھل نہ سکو گے۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ذیل کا شعر پڑھا۔

تو کار زمین رانکو ساختی
کہ باآسمان نیز پر داختی

یہ سن کر جے پال جوگی دل ہی دل میں شرمندہ ضرور ہوا مگر اسے پرتھوی راج کی ناراضگی کا بھی ڈر تھا لہٰذا وہ ہرن کی کھال ہوا میں پھینک کر اس پر بیٹھ گیا اور آسمان کی طرف پرواز کرنے لگا پھر وہ نظروں سے غائب ہو گیا اور لوگ حیران رہ گئے کہ دیکھو اب کیا ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھڑاؤں کو حکم دیا۔

"جاؤ اس کافر اور مردود کو مارتے مارتے ہوئے زمین پر لے
آؤ۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی دیر تھی کہ کھڑائیں ہوا میں اڑنے لگی۔ لوگوں کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں میں جے پال جوگی زمین پر اترتا ہوا نظر آیا۔ جے پال کے منہ پر کھڑائیں پڑ رہی تھیں اور پٹتے پٹتے اس کا حال برا ہو چکا تھا۔ جے پال جوگی زمین پر اتر آیا اور فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا، معافی مانگنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پیالہ پانی کا دیا۔ پانی پیتے ہی اس کے دل سے کفر کی سیاہی دور ہو گئی اور وہ صدق دل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔

"جے پال! تمہارے دل میں کوئی آرزو ہو تو بیان کرو۔"

جے پال نے زمین خدمت کو بوسہ دے کر عرض کیا۔

"حضور! حق کے طالب ریاضت و مجاہدات سے جس مقام پر پہنچتے ہیں مجھے بھی وہ مقام عطا فرمایا جائے۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"یہ مرتبہ فقراء کی صحبت اور ہم نشینی کے بعد ہی ملتا ہے۔"

جے پال نے عرض کیا۔

"حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ درست ہے میری دلی آرزو ہے میں اس مقام کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کروں۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ فرمایا۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھول کر جے پال پر نظر ڈالی تو فوراً عالم ظاہر اس کی آنکھوں کے سامنے سے غائب

ہو گئے۔ جے پال نے عالم باطن میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ آسمان کی جانب محو پرواز ہیں اور جے پال ان کے پیچھے ہے، آسمان طے ہوتے چلے جا رہے تھے۔ جے پال کو فرشتے تعاقب سے روک دیتے ہیں اور وہ فریاد کرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوتے ہیں تو غیب سے ندا آتی ہے۔

''جے پال کو معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کی دوستی کی وجہ سے آگے جانے دو۔''

پھر وہ چلتے چلتے ایسے مقام پر پہنچے جہاں لطافت اور نزاکت بیان نہیں کی جاسکتی۔ وہاں فرشتوں کی بہت سی جماعتیں نظر آئیں۔ یہ فرشتے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تکریم اور تعظیم کرتے ہوئے پکارتے تھے۔

''اللہ کا دوست معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) آیا ہوا ہے کیا ہی خوش نصیب ہوگا وہ آدمی جوان کی خدمت سے فیضیاب ہوا ہو۔''

اس مقام پر پہنچ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''اس راہ میں اس سے بھی زیادہ اور باریک مقامات ہیں یہاں تک تو تو آ گیا ہے یہاں سے آگے تجھے جانے نہ دیں گے ابھی تجھ میں ان مقامات تک جانے کی استعداد پیدا نہیں ہوئی بہتر یہ ہے کہ اس مقام سے واپس چلا جا۔''

جے پال نے عرض کیا۔

''غلام تعمیل حکم کے لئے حاضر ہے۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''اپنی آنکھیں بند کر لو۔''

پھر کچھ دیر بعد فرمایا۔

"اپنی آنکھیں کھول دو۔"

جے پال نے آنکھیں کھولیں تو اسی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی جگہ پر ہی موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اب تو تمہاری دلی آرزو پوری ہو گئی ہے اور کوئی آرزو ہے تو بیان کرو۔"

جے پال نے عرض کیا۔

"حضور! بس میری ایک ہی عرض ہے کہ مجھے دائمی حیات عطا ہو میں ہمیشہ زندہ رہوں۔"

اس بات میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو تامل ہوا اور مراقبہ فرمایا۔ حکم ہوا۔

"اے معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! جے پال کے حق میں تم جو مانگو گے وہ قبول ہو گا تم مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں کھول دیں، دوگانہ ادا کی اور دعا فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو بھی دعا مانگی وہ قبول ہوئی۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جے پال کو پاس بلا کر اس کے سر اور چہرہ پر دست شفقت پھیرا۔ اس کو خوشخبری سنائی۔

"تو قیامت تک زندہ رہے گا لیکن لوگوں کی نظروں سے غائب ہو کر۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جے پال کا اسلامی نام حضرت خواجہ معین الدین چشتی

رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رکھا۔ وہ اسی نام سے مشہور ہوئے اور زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ان کی ملاقات بہت سے لوگوں سے ہوتی ہے۔ وہ اجمیر شریف کے پہاڑوں میں رہتے ہیں اور بھولے بھٹکے ہوئے مسافروں کی راہنمائی کرتے ہیں، مصیبت کے وقت کام آتے ہیں۔

جے پال جوگی کہاں تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دشمنوں میں سے تھا اور کہاں وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی برکت سے کاملین میں سے ہو گیا۔

سیر الاقطاب میں ہے کہ وہ ہر جمعہ کی شب کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں۔



قصہ نمبر ۵۳

پرتھوی راج کو دعوتِ توحید

جب پرتھوی راج ہر ممکن تدبیر استعمال کر کے عاجز ہو گیا تو شادی دیو اور عبداللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی۔

"اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہر میں قیام کرنا چاہیے تا کہ مخلوق خدا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری و باطنی فیض سے فیض یاب ہو سکے۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد یادگار رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا شہر میں رہائش گاہ کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کرو۔ شہر میں جا کر شیخ محمد یادگار رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جگہ تجویز کی جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک ہے اور یہ جگہ دراصل شادی دیو کے رہنے کی تھی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اناساگر کے کنارے سے اٹھ کر اس مقام پر رہائش پذیر ہو گئے۔

شہر میں قیام کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اتمامِ حجت کے لئے پرتھوی راج کے نام دعوت نامہ اسلام ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا۔

"اے سنگ دل راجہ تیرا اعتقاد جن لوگوں پر تھا وہ اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے مسلمان ہو گئے ہیں اگر تو بھی اپنی بھلائی چاہتا ہے تو مسلمان ہو جا ورنہ ذلیل و خوار ہو گا۔"

پرتھوی راج پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کا کوئی اثر نہ

ہوا اور قاصد واپس آ گیا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کیا اور بڑی دیر تک آنکھیں بند کیے بیٹھے رہے اس کے بعد آنکھیں کھول کر فرمایا۔

"اگر یہ بد بخت اللہ عزوجل پر ایمان نہ لایا تو اسے زندہ گرفتار کر کے اسلامی لشکر کے حوالے کر دوں گا۔"

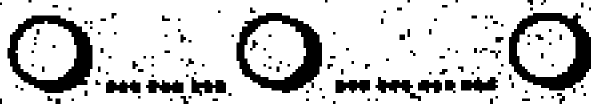


قصہ نمبر ۵۴

درباری مسلمان کی سفارش

پرتھوی راج کا جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر زور نہ چلا تو اس نے مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھانے شروع کر دیئے۔ پرتھوی راج کا ایک درباری بھی مسلمان ہو چکا تھا۔ پرتھوی راج نے اسے طرح طرح کی اذیتیں دینی شروع کر دیں۔ اس مسلمان درباری نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پرتھوی راج سے میری سفارش کیجئے تاکہ میں آئے دن کی مصیبتوں سے نجات حاصل کرسکوں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خاص قاصد کے ذریعے پرتھوی راج کے پاس سفارشی پیغام بھیجا تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو برا بھلا کہنے لگا۔



قصہ نمبر ۵۵

پرتھوی راج کی ہٹ دھرمی قائم رہی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ پرتھوی راج نے سحر و ساحری سے کیا اور شکست فاش ہونے کے بعد بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ شادی دیو (جو باشندگان اجمیر کا معبود تھا) اور جے پال جوگی دونوں مسلمان ہو گئے۔ سینکڑوں ہندو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد لوگوں کا ایک جم غفیر رہنے لگا تھا اور روز بروز معتقدین اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تھا۔ پرتھوی راج دل ہی دل میں اس پیچ کڑھا کرتا تھا وہ سوچتا رہتا تھا کہ اس فقیر کو اجمیر سے نکالنے کے لئے کون سی راہ اختیار کروں؟ تشدد اور مشکلات کھڑی کر کے اور جن صورتوں سے مقابلہ ممکن تھا اس نے کیا مگر کوئی بھی تدبیر مؤثر نہ ہوئی اور وہ حیران و پریشان تھا کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں۔

ایک دن پرتھوی راج اپنے قلعہ کی برجی پر کھڑا تھا اور مصروف نظارہ تھا کہ سامنے سدا بہار پہاڑی پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے گرد لوگوں کا جم غفیر نظر آیا۔ پرتھوی راج نے انتہائی غصہ کی حالت میں ایک راجپوت سردار کو حکم دیا۔

"ایک پولیس کا دستہ ہمراہ لے کر جاؤ اور اس پورے مجمع کو گرفتار کر لاؤ، اس فقیر سے کہو کہ کل تک اجمیر خالی کر دے اور تمام شہر میں منادی کروا دو اس اعلان کے بعد مسلمان فقیر کے پاس جانا

ممنوع قرار دے دیا گیا ہے جس نے حکم کی خلاف ورزی کی

اسے سزا دی جائے گی اور اس کا گھر بار برباد کر دیا جائے گا۔"

راجپوت سردار نے پرتھوی راج کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سدا بہار پہاڑی کا محاصرہ کر لیا اور تمام مجمع کو گرفتار کر لیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو پرتھوی راج کا حکم سنایا گیا کل تک اجمیر خالی کر دیں۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"ہم خلق اللہ کی غمخواری کے لئے آئے ہیں رائے پتھورا ہمارے

کام میں کیوں دخل انداز ہوتا ہے۔ اس سے کہہ دینا کہ تین دن

میں معلوم ہو جائے گا کہ میں اجمیر سے نکلتا ہوں یا وہ۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ روزہ سے تھے، حاضرین کی گرفتاری آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شاق گزری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مغرب تک مصلے پر مراقبہ کئے بیٹھے رہے پھر روزہ افطار کیا اور نماز سے فارغ ہو کر پھر مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ حق تعالیٰ نے دور استبداد کے خاتمہ کی بشارت دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ سے سر اٹھایا۔ حق تعالیٰ سے دریافت کرنے پر غیب سے آواز آئی۔

"ہم نے پرتھوی راج سے تمام اختیارات کی باگ دوڑ لے کر

شہاب الدین غوری کے ہاتھ میں دے دی۔"

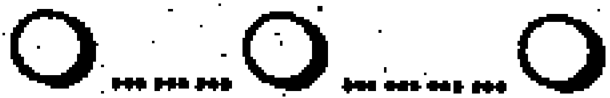
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اجمیر شہر سے نکل جانے کے حکم دینے کے بعد اگلے روز پرتھوی راج قلعہ کی برجی پر یہ دیکھنے کے لئے چڑھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے چلے گئے ہیں کہ نہیں تو اسے گوگرا گھاٹی کی طرف سے دو سانڈنی سوار تیزی سے آتے ہوئے دکھائی دیے۔ پرتھوی راج سمجھ گیا کہ کوئی خاص خبر لائے ہیں۔ پرتھوی راج کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیکھنا بھی یاد نہ رہا اور فوراً اتر کر اپنے محل میں آ گیا

اور محل میں آ کر قاصدوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں قاصد دربار میں آئے اور پرتھوی راج کی خدمت میں کھانڈے راؤ کا خط اور ساتھ میں سلطان شہاب الدین غوری کا اعلان جنگ پیش کیا۔

پرتھوی راج نے خط اور اعلان جنگ پھاڑ کر کھانڈے راؤ کو لکھا۔

''آس پاس کے تمام راجاؤں کو ملا کر متحدہ طاقت سے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

اور پھر خود بھی پرتھوی راج نے بھی اپنے لشکر کو جنگ کی تیاریاں کرنے کا حکم دے دیا۔



قصہ نمبر ۵۶

فتح کا دارومدار قلت و کثرت پر نہیں

جس دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے تھے۔

"میں نے پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کر کے شاہ اسلام کے حوالے کیا۔"

اس رات سلطان شہاب الدین غوری جو کہ اس وقت خراسان میں تھا نے خواب میں دیکھا کہ وہ سلطان موصوف ہندوستان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے فرما رہے ہیں۔

"اے شہاب الدین! حق تعالیٰ نے تجھے ہندوستان کی بادشاہت اور سلطنت عطا فرمائی ہے، جلد ہندوستان کی طرف متوجہ ہو اور اس بد بخت راجہ کو زندہ گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔"

خواب سے بیدار ہو کر سلطان موصوف نے عقلمند اور اہل علم وفضل سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ وہ حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ ابھی کچھ دن ہوئے کہ ہندوستان میں مجھے شکست ہو چکی ہے اور یہ مرد بزرگ کون صاحب ہیں اور مجھے ہندوستان کی بادشاہت اور سلطنت کیسے مل گئی؟ بحر حال! یہ خواب سن کر دانا اور صاحب علم وفضل حضرات خوشی سے اچھل پڑے اور سلطان موصوف کو مبارک باد دی اور فتح و کامرانی

کی نوید سنائی۔

سلطان شہاب الدین جس دن سے ہندوستان سے شکست کھا کر لوٹا تھا اس دن سے اس کے دل میں انتقام کے شعلے بھڑک رہے تھے اور خفیہ طور پر جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھا لیکن کسی کو علم نہ تھا کہ وہ ہندوستان پر کب حملہ آور ہو گا؟

سلطان شہاب الدین غوری نے شکست کے دن سے آج تک کپڑے نہیں بدلے تھے نہ ہی حرم سرا میں بستر پر سویا تھا۔ اس خواب نے سلطان موصوف کے دل میں ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا کیا۔ آٹھویں دن وہ روانہ ہو گیا اور پشاور پہنچ کر پٹھان سرداروں سے ترقی اور منصب کا وعدہ کر کے گزشتہ سال کے داغ بدنامی کو دھونے کی تلقین کی اور پھر ملتان میں بھی چند روز قیام کیا۔ دربار عام منعقد ہوا سلطان شہاب الدین نے تمام چھوٹے بڑے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے تقریر کر کے فرمایا۔

"پچھلے سال بدنامی کا جو داغ اسلام کے ماتھے پر لگا تھا وہ حاضرین سے مخفی نہیں ہے۔ اس لئے موقع ہے اور ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اسے تلوار کے پانی سے دھو کر صاف کرے۔"

تمام سرداروں نے تلوار کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا دیئے۔ ملتان سے روانہ ہو کر سلطان موصوف لاہور آیا۔ سید قوام الملک رکن الدین کو اپنا سفیر بنا کر پرتھوی راج کے پاس خط دے کر بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

"رائے پتھورا جو راجگان ہند کا مہاراجہ ہے کو تحریر کیا جاتا ہے کہ وہ اسلام کی اطاعت قبول کرے اور ملک کو آماجگاہ فتنہ و فساد نہ بنائے یہ ملک اللہ کا ہے اور اسی کا حکم نافذ ہو گا ورنہ تلوار فیصلہ کرے گی۔"

پرتھوی راج نے اس خط کا نہایت تلخ جواب دیا اور تمام راجگانِ ہند کے نام گشتی تحریر جاری کی کہ سلطان شہاب الدین کا مقابلہ کرنے کے لئے فوراً تیار ہو جاؤ اور پھر تھوڑے ہی دنوں میں تین لاکھ راجپوتوں کا لشکر پرتھوی راج کے جھنڈے تلے جمع ہو گیا۔ ادھر پرتھوی راج کی متحدہ فوج چلی تو ادھر سلطان شہاب الدین غوری کا لشکر آگے بڑھا۔ سرستی ندی کے دونوں کناروں پر خیمہ زن ہوئے۔

اسی اثناء میں سلطان شہاب الدین غوری کو پرتھوی راج کا خط ملا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار کو جاسوسوں کے ذریعہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ ست دھرم کی رکشا کیلئے ہمارے پاس آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ لشکر ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے دھرم رکھشک چلے آ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک ایسا بہادر راجپوت بھی ہے جس کی تلوار سے کابل اور قندھار نے پناہ مانگی ہے۔ تم ان ترک بچوں اور افغان جوانوں پر رحم کھاتے ہوئے یہاں سے لوٹ جاؤ ورنہ یاد رکھو ہمارے پاس بے شمار سامان موجود ہے۔ تمہارا ایک بھی سپاہی زندہ واپس نہ جائے گا۔ سلطان شہاب الدین غوری خط کو پڑھ کر خاموش ہو گیا۔ اسے یقین اور اعتقاد تھا کہ فتح کا دارومدار قلت و کثرت پر نہیں ہے بلکہ

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ

پر ہے اور فتح میری ہی ہو گی۔ شہاب الدین غوری کے پاس صرف ایک لاکھ ستر ہزار فوج تھی۔



قصہ نمبر ۵۷

سلطان شہاب الدین کو فتح کی بشارت

۲۷ محرم ۵۸۸ھ کی صبح دونوں طرف صف بندی شروع ہوئی اور صف بندی مکمل ہونے کے بعد راجپوتوں نے طبل جنگ بجا کر تیر اندازی شروع کر دی۔ لڑتے لڑتے دوپہر ہو گئی، گرمی کا موسم اور پھر اژدھام کی حرارت جنگ طول پکڑتی رہی۔ پرتھوی راج کی فوج لڑتے لڑتے تھک گئی قریب تھا کہ بھگدڑ مچ جاتی ہندوستان کے سرداروں نے وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے تلسی کی پتے چبائے اور قسمیں کھائیں مر جائیں گے مگر میدانِ جنگ سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ جنگ کی آگ تیز بڑھکنے لگی۔ سلطان شہاب الدین غوری گھوڑے کی پشت پر میدان جنگ کا نظارہ کر رہا تھا یکا یک اس پر غنودگی طاری ہو گئی۔ عالم رویا میں نظر آیا کہ ایک بہت ہی بڑی اور شاندار مسجد ہے اور نماز جمعہ ہو رہی ہے۔ شہاب الدین غوری بھی نماز میں شریک ہے۔ نماز کے بعد خطیب نے شہاب الدین کا شانہ ہلاتے ہوئے کہا۔

> ''معز الدین! اٹھو یہ سونے کا وقت نہیں کارکنان قضاء و قدر نے فتح و نصرت تمہارے لئے مقدر کر دی ہے غم نہ کرو اور اللہ عزوجل تمہارے ساتھ ہے۔''

یہ بشارت سنتے ہی سلطان شہاب الدین غوری کی آنکھ کھل گئی، فوج کی طرف نظر ڈالی تو وہی بزرگ فوج کی نگرانی کر رہے تھے۔

گرمی کے دن تھے۔ تیز دھوپ پڑ رہی تھی۔ دونوں طرف کے سپاہیوں کے بازو لڑتے لڑتے شل ہو گئے۔ جنگ ایسے نازک مرحلے میں داخل ہو گئی کہ ذرا سی غفلت سے شکست کا سامنا ہو سکتا تھا۔ سلطان شہاب الدین غوری نے خاصہ فوج کے بارہ ہزار سواروں کو چھ صفوں میں ترتیب دے کر پرتھوی راج کی فوج پر حملہ بول دیا۔ راجپوتوں کے بدمست ہاتھی جو کہ شراب کے نشہ میں چور تھے پیچھے کی جانب ہٹے اور کئی راجپوتوں کو روند ڈالا۔ ایک گھنٹہ تک تابڑ توڑ لڑائی ہوتی رہی اور پرتھوی راج دوسرے راجاؤں سمیت بھاگ گیا۔ کھانڈے راؤ میدانِ جنگ میں مارا گیا۔ سلطان شہاب الدین غوری کی فوج نے معرکہ سر کر لیا۔ سلطان شہاب الدین کی فوج نے پرتھوی راج کی فوج کا تعاقب کیا جس میں کئی بھگوڑے راجا مارے گئے۔ پرتھوی راج دریائے سرستی کے کنارے گرفتار ہو کر قتل ہوا۔

تراوڑی کا میدان فتح کرنے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری براستہ کیکڑی اجمیر روانہ ہوا۔ دیولی میں مقتول راجاؤں کے لڑکے استقبال کے لئے انتظار کر رہے تھے۔ سلطان شہاب الدین غوری کا دیولی پہنچ کر راجاؤں کے لڑکوں نے شاندار استقبال کیا۔ دستاویزات، اطاعت اور شاہانہ تحائف پیش کیے۔ سلطان شہاب الدین غوری نے از راہ تراحم خسروانہ دستاویزات پر مہر توثیق ثبت کی۔ پرتھوی راج کے لڑکے کو اجمیر کی حکومت عطا فرمائی۔ سلطان شہاب الدین غوری کے شاہانہ سلوک سے متاثر ہو کر راجگان نے کیکڑے کے مشہور تالاب پر جشن چراغاں منایا۔



قصہ نمبر ۵۸

مقامِ قبولیت

سیر الاقطاب اور دیگر مستند کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن حرمِ کعبہ میں تشریف فرما تھے کہ ندا آئی۔

"اے معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! ہم تجھ سے خوش ہیں اور ہم نے تجھے بخش دیا جو کچھ چاہتے ہو وہ مانگو۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔

"میرے سلسلہ میں جو بھی داخل ہو اسے بخش دیا جائے۔"

ندا آئی۔

"اچھا تیرے سلسلہ کے تمام مریدوں کو بخش دوں گا۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال قوتِ روحانی سے زیارتِ کعبہ کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ آخر زمانہ میں تو یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رات کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور فجر کی نماز اجمیر میں ادا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کرتے تھے۔

"معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) اللہ کا محبوب ہے اور مجھے اس کی ارادت پر فخر ہے۔"

ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حرم محترم میں مراقب تھے کہ

ندا آئی۔

"معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! ہم تم سے خوش ہیں اور ہم نے تمہیں بخش دیا اگر تمہاری کوئی خواہش ہو تو مجھ سے بیان کرو ہم عطا فرمائیں گے۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔

"میرے مریدوں کو اور جن جن مریدوں کو میرا شجرہ پہنچے ان کو بخش دے۔"

ندا آئی۔

"اے معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! تو ہمارا محبوب ہے ہم نے تیرے مریدوں کو اور مریدوں کے مریدوں کو جو قیامت تک ہوں گے سب کو بخش دیا۔"

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہ جائیں گے میں جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔"



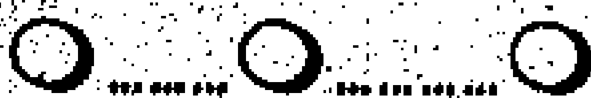
قصہ نمبر ۵۹

صفت جمال کا غلبہ

اسرار السالکین میں منقول ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر کبھی صفت جمال غالب رہتی تھی اور کبھی صفت جلال کا غلبہ ہوتا تھا۔ جس وقت صفت جمال کا غلبہ ہوتا تھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مستغرق رہتے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی تھی۔ نماز کے وقت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ دست بستہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی استغراقی حالت میں رہتے۔ بالآخر یہ دونوں بزرگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوش مبارک ہلاتے تب آپ رحمۃ اللہ علیہ چشم مبارک کھولتے اور فرماتے۔

"اوہو کہاں کہاں سے آ گیا ہے؟"

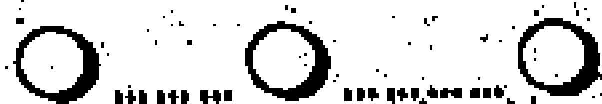
پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وضو کرتے اور نماز ادا فرماتے۔



قصہ نمبر ۶۰

صفت جلال کا غلبہ

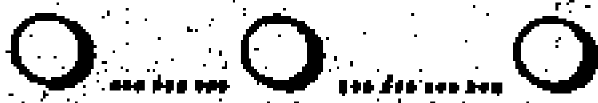
جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر صفت جلال کا غلبہ ہوتا تھا تو اس وقت یہ حالت ہوتی تھی کہ حجرہ مبارک کا دروازہ اندر سے بند کر لیتے تھے۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہم حجرہ کے دروازوں کے سامنے پتھروں کے پیچھے ایک طرف چھپ کر بیٹھ جاتے تھے۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کے وقت حجرۂ مبارک کا دروازہ کھولتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک پتھروں پر پڑتی تو وہ جل کر خاکستر ہو جاتے۔



قصہ نمبر ٦١

ریاضت اور مجاہدہ کی کیفیت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت اور مجاہدات کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی مجاہدات میں بسر کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ستر برس تک پہلوئے مبارک زمین سے نہیں لگایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت باوضو رہتے تھے اور بالعموم عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور اس معمول میں کبھی فرق نہ آیا۔ ریاضت و مجاہدات کے زمانہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلسل سات دن کا روزہ رکھتے تھے اور ساتویں دن روٹی کا ٹکڑا جو وزن میں کسی حالت میں بھی پانچ مثقال سے زیادہ نہ ہوتا تھا پانی میں نرم کر کے نوش فرماتے تھے۔



قصہ نمبر ۶۲

خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر عام تھا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے اور کبھی کوئی سائل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در سے خالی نہ جاتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے حلیم متواضع اور منکسر مزاج تھے اور کبھی کسی سے رنجیدہ نہ ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر شخص سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے اور دکھ اور رنج وغم میں برابر کے شریک رہتے تھے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر عام تھا اور اس قدر کھانا پکتا تھا کہ شہر کے تمام غرباء اور مساکین دونوں وقت لنگر سے شکم سیر ہوا کرتے تھے۔ لنگر کا خرچ کہاں سے آتا تھا یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جس وقت خادم لنگر کے خرچ کے لئے عرض کرتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مصلے کا ایک کونہ اٹھا کر گوشہ سے عطا فرما دیتے تھے۔ جو سائل یا حاجت مند آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در پر حاضر ہوتا تھا جو کچھ اس کی قسمت کا ہوتا تھا اسے مصلے کا کونہ اٹھا کر عطا فرما دیتے تھے۔



قصہ نمبر ۶۳

ہاتھ سوکھ گیا

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں جب تک مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا کبھی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ناراض نہ ہوتے دیکھا ماسوائے ایک دن جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے اور شیخ علی خادم بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ راستہ میں کسی شخص نے شیخ علی خادم رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑ کر سخت سست کہنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔

''کیا بات ہے تو نے اس کا دامن کیوں پکڑا ہے اور کیوں اسے برا بھلا کہتا ہے؟''

اس شخص نے کہا۔

''حضور! یہ میرا مقروض ہے اور قرضہ ادا نہیں کرتا۔''

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

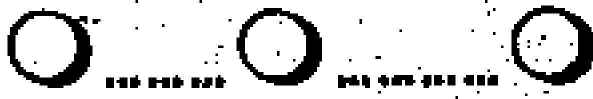
''تم اسے چھوڑ دو تمہارا قرض تمہیں لوٹا دیا جائے گا۔''

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس شخص نے مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بات

ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غصہ آ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی چادر اتار کر زمین پر پھیلا دی اور فرمایا۔

"اس چادر کے نیچے سے جتنا تیرا قرضہ ہے لے لے۔ خبردار زیادہ لینے کی کوشش نہ کرنا۔"

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس شخص نے اپنے قرض سے زیادہ رقم اٹھالی اور اس کا ہاتھ اسی وقت سوکھ گیا۔



قصہ نمبر ٦٤

ہر مسلمان رحمت حق تعالیٰ سے قربت رکھتا ہے

ایک روز اجمیر کے ایک کسان نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے فریاد کی۔

"میرے کھیت یہاں کے حاکم نے ضبط کر لئے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ جب تک فرمانِ شاہی پیش نہ کرو گے تمہارے کھیت واپس نہ ملیں گے اور میں امداد کا درخواست گزار ہوں کیونکہ انہی کھیتوں سے میرے معاش کا دارومدار ہے۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر تامل کے بعد فرمایا۔

"ہاں میری سفارش سے تیرا کام ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے تیرے اس کام کے لئے مجھے معمور کر دیا ہے تو میرے ساتھ چل۔"

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس کسان کو لے کر دہلی کی جانب عازمِ سفر ہوئے اور دہلی آمد سے قبل اپنے جانشین و خلیفہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی آمد کے متعلق نہ بتایا حالانکہ اس سے قبل جب

بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی جاتے تو انہیں پہلے اطلاع پہنچا دیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی کے قریب پہنچے تو کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع کر دی۔

''خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لا رہے ہیں۔''

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان شمس الدین التمش کو خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی اطلاع پہنچائی اور خود استقبال کے لئے چل دیئے۔ سلطان شمس الدین التمش بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لئے آیا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مضطرب تھے کہ مرشد پاک اس مرتبہ بغیر کسی اطلاع کے تشریف لائے ہیں اور اپنی آمد کے بارے میں نہیں بتایا۔ موقع ملتے ہی حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔

''حضور! خادم بارگاہ کو تشریف آوری سے بیشتر ہی اطلاع دہی سے مشرف و ممتاز فرمایا کرتے تھے اس مرتبہ بغیر اطلاع تشریف آوری کی وجہ کیا ہے؟''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''میں اس غریب کے کام کے لئے آیا ہوں۔''

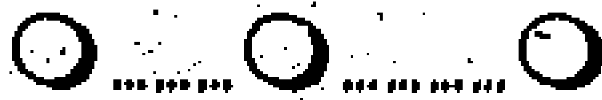
پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام حال حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔

''حضور! اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خادم بھی بادشاہ سے فرمان عالی کہہ دیتا تو اس کی کیا مجال تھی کی بموجب فرمان عالی اس شخص کی

مراد پوری نہ ہوتی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود کیوں اس قدر تکلیف گوارا کی؟''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''یہ بات درست ہے مگر ہر مسلمان رحمت حق تعالیٰ سے قربت رکھتا ہے۔ جس وقت یہ شخص میرے پاس آیا تو انتہائی ملول اور حزین میں تھا۔ میں نے مراقب ہو کر بارگاہ احدیت میں عرض کیا تو مجھے حکم ہوا کہ اس کے رنج وغم میں شریک ہونا بھی عبادت ہے۔ اس وجہ سے میں خود یہاں تک چل کر آیا۔ اگر میں وہیں سے اس شخص کی سفارش کر دیتا تو اس ثواب سے محروم رہ جاتا جو کہ ہر قدم پر اس کی خوشی سے حاصل ہوا ہے۔''



قصہ نمبر ٦٥

مرشد پاک کا احترام

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اور فقر و سلوک کے متعلق بات ہو رہی تھی۔ مرشد پاک اچانک داہنی طرف دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ دو تین بار ایسا ہی اتفاق ہوا۔ میں نے عرض کیا۔

"حضور کیا بات ہے؟"

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

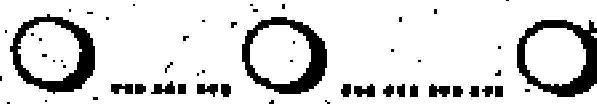
"اس طرف میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ اقدس ہے میں جب اس طرف نگاہ اٹھاتا ہوں تو مزارِ اقدس نظر آتا ہے اور میں تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔"



قصہ نمبر ٦٦

سماع کا شوق

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو سماع کا بے حد شوق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل کبھی بھی سماع سے خالی نہ رہتی تھی۔ حالت ذوق وشوق میں بے ہوش ہو جاتے تھے۔ بڑے بڑے مشائخ اور علماء بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں شریک ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سماع میں ایک بار سماع سننے کے بعد آدمی صاحب ذوق و شوق ہو جاتا تھا اور علمائے کرام نے کبھی بھی سماع پر اعتراض نہ کیا۔



قصہ نمبر ٦٧

قبولیت کا دروازہ کھلا ہے

ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا دریائے کرم جوش پر تھا۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"جو مانگنا ہو مانگ لو قبولیت کا دروازہ کھلا ہے۔"

ایک شخص نے دنیا طلب کی اور دوسرے نے آخرت طلب کی۔ دونوں کا منشا پورا ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

"میں نے تمہارے لئے اللہ سے طلب کیا ہے کہ تم دنیا اور آخرت میں معزز اور مکرم رہو۔"

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب توجہ کی اور فرمایا۔

"تم کیا مانگتے ہو؟"

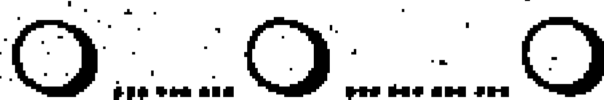
حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں یہ شعر عرض کیا۔

ہر چہ تو خواہی بخواہم
روئے بر سر آستانم

بندہ راہ فرماں باشد

ہر چہ فرمائی برآنم

اسی دن سے حضرت خواجہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ سلطان التارکین اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ قطب الزاہدین اور قطب الواصلین کے معزز خطاب سے فیض یافتہ ہوئے۔



قصہ نمبر ۶۸

ہندوستان میں تبلیغی سرگرمیاں

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا بڑا کارنامہ ہندوستان میں اشاعت اسلام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت ہندوستان میں اسلام کی روشنی پھیلی اور کفر اور شرک کی تاریکی جو صدیوں سے اس ملک پر چھائی ہوئی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نورِ ولایت سے دور ہوئی۔ تبلیغ اشاعت اسلام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس زمانہ میں جس قدر دشواریاں پیش آئیں اس کا اندازہ مندرجہ بالا امور سے کیا جا سکتا ہے۔

(۱) ہندوستان کو مبلغ اسلام سے کسی قسم کی انسیت نہ تھی مسلمانوں سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ لوگ صورت دیکھنے کو اور جسم کے چھو جانے کو روادار نہ تھے۔

(۲) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے رفقاء کی زبان فارسی تھی اور ہندوستانیوں کی زبان ہندی۔

زبان یارمن ترکی ومن ترکی نمیدانم

مشکلات کے باوجود حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ اسلام کا فریضہ جس شاندار طریقہ سے سرانجام دیا وہ لائق صد ہزار تحسین و تقلید ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ اسلام کا ایک شاندار نظام قائم کیا۔ اجمیر دہلی اور اس کے گرد و نواح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اور رشتہ دار تبلیغ اسلام میں سرگرم عمل رہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات باطنی اخلاق حمیدہ اور

اسلام کی صداقت نے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا اور لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیاء کا اثر تھا کہ بہت سے لوگ عارف کامل، ولی اللہ اور صاحب ولایت بن گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند اور مرید بھی بہ اشکال مختلفہ اس خدمت میں حصہ لیتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی میں معمور کیا گیا۔ مستورات میں تبلیغ کا کام بی بی حافظہ جمال رحمۃ اللہ علیہا کے سپرد کیا گیا۔ مبلغین کی جماعت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خسر سیّد وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ اور برادر نسبتی میراں سیّد حسین خنگ سوار رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغی خدمات میں نمایاں حصہ لیا۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات بھی اجمیر اور گردونواح میں اشاعت اسلام میں مصروف رہے ان میں حضرت امام الدین دمشقی، حضرت نیاز اللہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہم پیش پیش ہیں۔ بنارس میں قاضی سعید رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ سے مسلمانوں کی تعداد میں اچھا خاصا اضافہ ہو گیا۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا کہ ہندوؤں کی کوئی جماعت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول نہ کرتی ہو۔ جو ہندو اسلام قبول نہ کرتا تھا وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد تھا۔ سیر العارفین میں ہے۔

> ''حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے اس ملک کے نامی گرامی کفار مسلمان ہو گئے تھے۔ جن لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل سے معتقد تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذریں بھیجا کرتے تھے۔''



قصہ نمبر ۶۹

دوزخ سے بچنے کا یہ طریقہ درست نہیں

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے ایک صحرا سے گزرے وہاں آتش پرستوں کا ایک گروہ آگ کی پرستش میں مصروف تھا اور وہ لوگ گروہ کی شکل میں آگ کے گرد ہالہ بنا کر اس کی پرستش کر رہے تھے۔ یہ لوگ اس قدر ریاضت و مجاہدات کرتے تھے کہ چھ چھ مہینہ تک دانہ پانی زبان پر نہ رکھتے تھے اور ریاضت کرتے کرتے اس درجہ دل کی صفائی ہو گئی کہ فوراً دل کی بات بتا دیتے تھے اور لوگ ان کی باتیں سن کر گمراہ ہوتے جا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے آگ کی پرستش کی وجہ پوچھی تو ان لوگوں نے جواب دیا۔

"ہم آگ کو اس لئے پوجتے ہیں تا کہ دوزخ میں یہ آگ ہمیں تکلیف نہ پہنچائے۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"دوزخ سے بچنے کا یہ طریقہ درست نہیں، اس آگ کو جس نے پیدا کیا ہے اس کی پرستش کرو، پھر دیکھنا کہ کیا مجال ہے کہ آگ تمہیں ذرا برابر بھی گزند پہنچائے۔ تم لوگ اتنے دنوں سے آگ کی پرستش کر رہے ہو ذرا اس آگ میں ہاتھ تو ڈالو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ آتش پرستی کا کیا صلہ دیتی ہے؟"

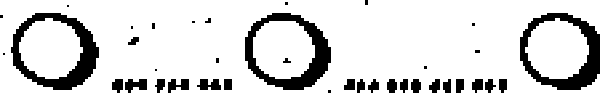
ان آتش پرستوں نے جواب دیا۔

"آگ کا کام تو جلانے کا ہے ہمارا ہاتھ جل جائے گا لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ آگ حق پرستوں کو نہ جلائے گی؟"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"دیکھو ہم اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں یہ آگ ہمارے جسم کو تو کیا ہماری جوتی کو بھی نہیں جلا سکتی۔"

یہ فرما کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک جوتی آگ میں ڈال دی اور جوتی بہت دیر تک آگ میں پڑی رہی لیکن آگ کا ذرا برابر بھی اثر جوتی پر نہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر سب آتش پرست مسلمان ہو گئے۔



قصہ نمبر ۷۰

ہر سال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرتے

ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کُند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام

اجمیر شریف میں تشریف لانے کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ظاہر حج بیت اللہ کے لئے حجازِ مقدس تشریف نہ لے جا سکے تھے مگر اجمیر شریف آنے والے حجاج بیان کرتے تھے ہم نے ایامِ حج میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حج کرتے ہوئے دیکھا ہے۔



قصہ نمبر ۷۱

جو وعدہ کر کے آیا ہے اسے پورا کر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی دشمن نے ایک آدمی کو چھری دربغل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔ اس شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔

''حضور! مجھے عرصہ سے دیدار اور قدم بوسی کا شوق تھا۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''میں موحد ہوں جو وعدہ کر کے آیا ہے اسے پورا کر۔''

یہ الفاظ سنتے ہی اس شخص پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ عرض گزار ہوا۔

''حضور! میں بے قصور ہوں اور فلاں شخص نے مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا تھا اور میں لالچ میں اندھا بن کر چلا آیا، میرا قصور معاف کر دیجئے۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال خندہ پیشانی سے اسے معاف کر دیا اور وہ شخص اسی وقت تائب ہو کر حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا۔



قصہ نمبر ۷۲

بچہ، ماں کے پیٹ میں بول پڑا

ایک مرتبہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، بادشاہ وقت سلطان شمس الدین التمش کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے مصروف سیر وگشت تھے اور بعض امراء اور داعیان سلطنت بھی ہمراہ تھے۔ ایک بدکار عورت نے بادشاہ کے حضور آ کر فریاد کی۔

”حضور! میرا نکاح کروا دیں ورنہ میں عذاب خداوندی میں گرفتار ہو جاؤں گی۔“

سلطان شمس الدین التمش نے کہا۔

”تو کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟“

اس عورت نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اس مرد کے ساتھ اور یہ قطب الاقطاب بنے پھرتے ہیں اور (نعوذ باللہ) انہوں نے میرے ساتھ حرام کاری کی ہے۔ (پھر پیٹ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا) یہ انہی کا ہے۔“

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیہودہ بات سن کر شرم و ندامت سے پسینہ آ گیا۔ بادشاہ اور امراء ششدر رہ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر کی

طرف منہ کر کے فرمایا۔

"یا پیر و مرشد! میری مدد فرمائیے۔"

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا تھا کہ فوراً ہی سامنے سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور بادشاہ قدم بوس ہوئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا۔

"بیٹا! کیا بات ہے جو مجھے یاد کیا؟"

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام ماجرا بیان کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے بچے! سچ سچ بتا کہ تیری ماں نے جو الزام قطب الدین (رحمۃ اللہ علیہ) پر لگایا ہے وہ صحیح ہے یا کہ غلط۔"

ماں کے پیٹ سے بچہ فوراً بولا۔

"حضور یہ الزام سراسر غلط ہے، یہ عورت نہایت فاسق اور بدکار ہے۔"

اس عورت نے جب بچے کی بات سنی تو اپنی غلط بیانی کا اعتراف کر لیا اور اس کی معافی مانگ لی۔

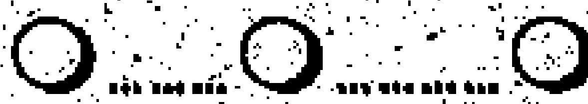
قصہ نمبر ۷۳

یہ بچہ ہندوستان کا بادشاہ بنے گا

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اکھٹے بیٹھے تھے اور کسی مسئلہ پر ان کے درمیان بحث چل رہی تھی کہ ایک لڑکا تیر کمان لئے ہوئے وہاں سے گزرا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"یہ لڑکا ایک دن دہلی کا بادشاہ بنے گا۔"

اور وہ لڑکا شمس الدین التمش تھا جو کہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں قطب الدین ایبک کے بعد تخت شاہی پر بیٹھا اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔



قصہ نمبر ۷۴

تیرا مقتول کہاں ہے؟

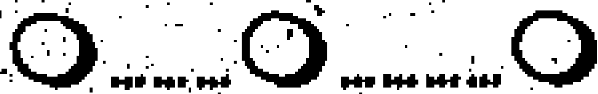
ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وضو کر رہے تھے کہ ایک بڑھیا روتی ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی۔

''حضور! میرے لڑکے کو حاکم وقت نے بے گناہ قتل کر دیا ہے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فریادی بن کر آئی ہوں۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

''تیرا مقتول کہاں ہے؟''

بڑھیا، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ اس جگہ لے گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے کا سر دھڑ ملا کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اور وہ لڑکا زندہ ہو گیا اور پھر وہ دونوں ماں بیٹا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے۔



قصہ نمبر ۷۵

درویشوں کے خانوادے کو روشن کرنے والی شمع

کتب سیر میں منقول ہے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں دہلی میں مرشد پاک قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں تھے اور چلہ کشی میں مشغول تھے ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا مرشد خواجہ خواجگان، خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مقیم ہوئے۔

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مریدوں کو بلایا اور انہیں ان کی قابلیت کے موافق روحانی نعمت عطا فرمائی اور جب فارغ ہو چکے تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔

''تمہارا کوئی مرید باقی تو نہیں رہ گیا؟''

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔

''حضور! ایک مرید ہے جو اس وقت چلہ کشی میں مشغول ہے۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''ہم خود اس مرید کے پاس جائیں گے۔''

اور پھر دونوں حضرات اس حجرہ میں پہنچے جہاں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ چلہ کشی میں

مشغول تھے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے جب دادا مرشد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو احتراماً کھڑا ہونا چاہا مگر نقاہت کی وجہ سے کھڑے نہ ہوسکے اور روتے ہوئے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔

''تم کب تک اس جوان کو یوں مجاہدہ کی بھٹی میں جلاؤ گے آؤ ہم دونوں اسے نعمت باطنی سے نوازتے ہیں۔''

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا دایاں بازو پکڑا اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بایاں بازو پکڑا اور کھڑا کیا اور پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

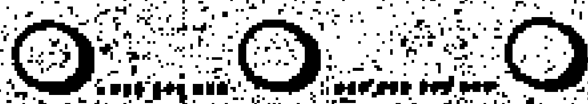
''الٰہی! تو مولانا فرید (رحمۃ اللہ علیہ) کو قبول فرمالے اور اسے کامل بنادے۔''

اسی وقت غیب سے آواز آئی۔

''ہم نے اسے قبول کیا اور اسے وحید عصر بنایا۔''

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسم اعظم جو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں چلا آرہا تھا اس کی تعلیم دی اور پھر تمام حجابات عالم بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے عیاں ہوگئے اور بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو علم لدنی عطا ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔

''تم نے وہ شاہباز قابو کیا جس کا بسیرا سدرۃ المنتہیٰ پر ہے اور یہ ایسی شمع ہے جو درویشوں کے خانوادہ کو روشن کرے گی۔''



قصہ نمبر ۷۶

صالح بیٹا ایسا ہی ہونا چاہیے

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سلطان الہند، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر چلہ کر رہا تھا۔ ذی الحجہ کا چاند نظر آ گیا اور عرفہ کی شب میں خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے سرہانے گیا اور وہاں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگا۔ میں نے پندرہ سپارے پڑھے تھے اور پھر دورانِ تلاوت میں ایک حرف بھول گیا۔ اس دوران خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک سے آواز آئی۔

"تم نے فلاں حرف چھوڑ دیا ہے اسے پڑھو۔"

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے وہ حرف پڑھا۔ قبر مبارک سے دوبارہ آواز آئی۔

"عمدہ طریقے سے پڑھو۔"

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے عمدہ طریقے سے پڑھا۔ قبر مبارک سے پھر آواز آئی۔

"صالح بیٹا ایسا ہی ہونا چاہیے۔"

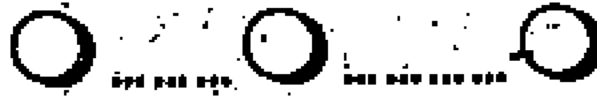
بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں قرآن مجید کی تلاوت کر چکا تو میں نے خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا اور عرض کیا۔

"حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ بہتر جانتے ہیں کہ بروزِ حشر میرا شمار کس گروہ میں ہوگا؟"

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قبر مبارک سے آواز آئی۔

"جو چار رکعت نماز نفل پڑھتا ہے وہ جنتی ہے۔"

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کو بوسہ دیا اور وہاں سے روانہ ہوا۔



قصہ نمبر ۷۷

عارف تمام عالم کی خبر رکھتا ہے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عارفوں کے ذکر کے سلسلہ میں فرمایا عارف وہ ہے جس پر عالم غیب سے ہر روز ہزاروں تجلیاں عکس فگن ہوں۔ ایک ہی وقت میں کئی ہزار جلوے اور کئی ہزار کیفیتیں ظاہر ہو جائیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عارف تمام عالم کی خبر رکھتا ہے۔ محبت کی باریکیوں کی اچھی طرح تصریح وتشریح جانتا ہے۔ عارف وہ ہے جو ہر وقت عشق کے دریا میں تیرتا رہتا ہے۔ اسرار سرمدی اور انوارِ الٰہی کے موتی نکال کر لاتا ہے اور پرکھنے والے جوہریوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو دیکھتا ہے وہ پسند کرتا ہے اور اس کے عارف ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ عارفؒ کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے۔ اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر وقت دوست کی یاد میں مستغرق رہتا ہے۔ کھڑا ہو تو دوست کی یاد میں، بیٹھا ہو تو دوست کے تصور میں، سوئے تو دوست کے خیال میں حتیٰ کہ عالم بیداری میں عظمت خداوندی کے گرد طواف کرتا ہے اور وہ دم بھر کے لیے بھی دوست کی یاد سے غافل نہیں رہتا۔



قصہ نمبر ۷۸

جائز حاجت کے بعد غسل کی فضیلت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے تشریف لائے اور حضرت حوا علیہا السلام کے ساتھ مقاربت کا اتفاق ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا۔

''اے پیغمبر خدا! اٹھیے اور اپنا بدن پانی سے دھو کر پاک کر لیجئے۔''

حضرت آدم علیہ السلام نے غسل کیا ان کی طبیعت کو بہت خوشی اور فرحت محسوس ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔

''بھائی جبرائیل! اس غسل میں کچھ ثواب بھی ہے۔''

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔

''آپ علیہ السلام کے بدن پر جتنے بال ہیں ان میں سے ہر ایک کے بدلے سال بھر کی عبادت کا ثواب آپ علیہ السلام کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ غسل کرنے سے جتنے قطرے پانی کے آپ علیہ السلام کے جسم سے زمین پر گریں گے حق تعالیٰ ہر قطرے سے فرشتہ پیدا کرے گا یہ فرشتوں کی جماعت قیامت تک عبادت خداوندی میں مصروف رہے گی اور ان سب کا ثواب آپ علیہ السلام

کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔"

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

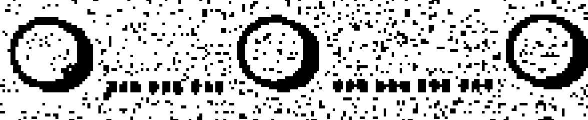
"یہ ثواب کیا میرے لئے مخصوص ہے؟"

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔

"نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے جو صاحب ایمان جائز ضرورت کے بعد غسل کرے گا اللہ عزوجل اس کے جسم کے ہر بال کے عوض میں ایک ایک برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں تحریر کرے گا۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو بیان فرماتے ہوئے زارو قطار رونے لگے اور فرمایا۔

"یہ حال ان لوگوں کا ہے جو جائز اور حلال صورت میں غسل کرتے ہیں لیکن جو شخص حرام کاری کے بعد غسل کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے ہر بال کے بدلے میں ایک ایک برس کا گناہ اس کے اعمال نامہ میں لکھ دیتا ہے۔ غسل کرتے وقت جتنے قطرے پانی کے زمین پر گرائے گا اللہ عزوجل ان میں سے ایک دیو پیدا کرے گا اور پھر قیامت تک یہ دیو جس قدر بدکاری کریں گے ان سب کے گناہ اس آدمی کے نامہ اعمال میں لکھے جائیں گے۔"



قصہ نمبر ۷۹

نماز کی بددعا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مریدوں کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا نماز اللہ عزوجل کی طرف سے بندوں کے پاس ایک امانت ہے لہٰذا بندوں کو چاہیے کہ اس امانت کی اس طرح حفاظت کریں کہ قدرے قلیل بھی خیانت کا شائبہ تک نہ ہو اور نماز اس طرح ادا کرنی چاہیے جو کہ نماز ادا کرنے کا حق ہے، رکوع و سجود اچھی طرح ادا کرنے چاہئیں اور نماز کے تمام ارکان اطمینان خاطر اور تعدیل کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جب کوئی بندہ نماز ادا کرتا ہے، رکوع، سجود، قرات و تسبیح سب ارکان کو بخوبی ادا کرتا ہے تو اس نماز کو آسمان پر فرشتے لے جاتے ہیں اور اس نماز کا نور پورے آسمان پر پھیل جاتا ہے جس کی وجہ سے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ وہ نماز عرش کے نیچے جاتی ہے ندا آتی ہے اے نماز سجدہ کر اور اس نمازی کے لئے ہماری بارگاہ میں بخشش طلب کر جس نے تیرا حق ادا کیا ہے۔ نماز حسب فرمان اللہ عزوجل سے بخشش طلب کرتی ہے اور رحمت خداوندی کا مینہ برسنے لگتا ہے۔

یہ بیان کرتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو کہ نماز کا پورا حق ادا کرتے ہیں۔ جو لوگ نماز کے ارکان کو حسن وخوبی سے نہیں نبھاتے تو ان کی نماز جب آسمان بالا پر پہنچتی ہے تو آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔ فرمان ہوتا ہے کہ اس نماز کو واپس لے جا کر نمازی کے منہ پر مار دو۔ نماز اپنے پڑھنے والے کے حق میں بددعا کرتی ہے اور کہتی ہے اے شخص! اللہ تجھے برباد کرے جس طرح کہ تو نے مجھے برباد کیا۔"

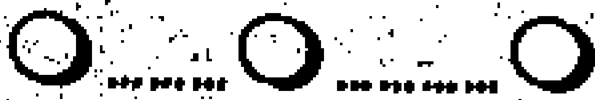


قصہ نمبر ۸۰

وقت گزرنے سے قبل نماز پڑھنے میں جلدی کرو

ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں چھ درویش سمرقند کے حاضر تھے۔ مولانا بہاؤ الدین بخاری اور خواجہ احد الدین کرمانی رحمہم اللہ بھی تشریف فرما تھے۔ اس بات کا ذکر ہوا کہ فرض نماز دیر سے پڑھنا کہ وقت گزر جائے اور قضا پڑھنے کی نوبت آجائے کیسا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"میں ایک شہر میں تھا وہاں کے لوگ نماز کے اس قدر پابند تھے کہ وقت سے پہلے ہی مستعد ہو کر نماز کا انتظار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جب وقت شروع ہو جائے اور ہم وقت پر نماز ادا کرنے سے محروم رہ جائیں تو پھر ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟"



قصہ نمبر ۸۱

اللہ سے ڈر اور جفا سے باز آ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمان بھائی کو بغیر کسی وجہ کے ستانا گناہ کبیرہ ہے اور اہل سلوک کے نزدیک مسلمان کو ستانا سب سے بڑا گناہ ہے۔

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیاحت کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک زمانہ میں بغداد میں تھا۔ دریائے دجلہ کے کنارے ایک بزرگ ایک جھونپڑی میں اقامت گزیں تھے۔ میں ان کے پاس چلا گیا اور سلام عرض کیا۔ انہوں نے اشارہ سے میرے سلام کا جواب دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

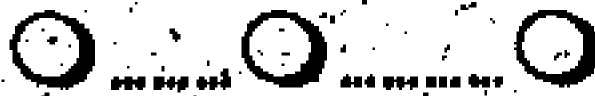
"اے درویش! مجھے دنیا سے کنارہ کش ہوئے پچاس برس بیت گئے ان دنوں میں بھی تمہاری طرح سفر کیا کرتا تھا ایک دفعہ میں ایک شہر سے گزرا وہاں ایک بڑا آدمی لین دین میں بہت سختی کیا کرتا تھا۔ مجھے اس کی یہ حرکت ناگوار گزری مگر چشم پوشی کر کے چلا آیا۔ غیب سے آواز آئی اے درویش! تیرا کیا ہو جاتا اگر اللہ کے واسطے اس دنیا دار سے کہتا کہ مخلوق خدا پر ظلم نہ کر، یہ اچھی بات نہیں اللہ سے ڈر اور جفا سے باز آ، ممکن ہے وہ تیری نصیحت

مان لیتا اور ستم سے باز آ جاتا۔ شاید تجھے یہ خیال آیا ہو کہ وہ دنیا دار جو لطف و ضیافت تیرے ساتھ کرتا ہے پھر نہ کرے گا۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر ان درویش نے مجھ سے کہا۔

"میں اس دن سے سخت شرمندہ ہوں اور پچاس برس گزر گئے میں نے اس جھونپڑی سے قدم باہر نہیں نکالا اور رات دن یہی فکر رہتی ہے کہ اگر اللہ عزوجل نے قیامت کے دن مجھ سے اس بارے میں سوال کیا تو کیا جواب دوں گا؟"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اتنے میں مغرب کا وقت ہو گیا۔ ایک آش کا پیالہ، ایک پانی کا آبخورہ اور دو روٹیاں جو کی غیب سے آئیں اور میں نے ان کے ساتھ روزہ افطار کیا۔ چلتے وقت انہوں نے اپنی جائے نماز کے نیچے سے دو سیب نکال کر مجھے دیئے۔



قصہ نمبر ۸۲

قدرت رکھنے والے بندے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ درویشوں کی ایک جماعت بھی بیٹھی ہوئی تھی اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے مجاہدوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی دوران ایک دبلا پتلا اور کمزور سا بوڑھا شخص مجلس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اس بوڑھے نے رو رو کر اپنا قصہ بیان کیا کہ آج سے تیس برس قبل کی بات ہے میرا لڑکا غائب ہو گیا اس کی جدائی سے میری یہ حالت ہو گئی ہے، نہ معلوم وہ زندہ ہو گا یا مر گیا ہو گا اور میں حضور کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اس کی جان و سلامتی کیلئے سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرنے کی نسبت عرض کروں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمائیں کہ میرا بیٹا واپس آ جائے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کیا اور بہت دیر بعد سر اٹھا کر کہا کہ حاضرین سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کریں تاکہ اس کا لڑکا واپس آ جائے۔ جب سب لوگ فاتحہ سے فارغ ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بوڑھے سے فرمایا جاؤ تم گھر چلے جاؤ تمہارا لڑکا واپس آ رہا ہے اور جب تمہارا لڑکا واپس آ جائے تو تم اسے میرے پاس لے آنا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ بوڑھا تعظیم و تکریم بجا

لا کر رخصت ہوا۔ ابھی وہ بوڑھا اپنے گھر نہ پہنچا تھا کہ اس کو کسی شخص نے دیکھ کر کہا کہ مبارک ہو تمہارا لڑکا گھر واپس آ گیا۔ گھر پہنچ کر لڑکے کو دیکھ کر اس کی آنکھیں شاد ہوئیں۔ پھر وہ الٹے پاؤں اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدم بوسی کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے کو اپنے پاس بٹھا کر اس سے دریافت کیا کہ تو کہاں تھا؟ اس نے عرض کیا کہ حضور ایک کشتی میں قید تھا اور ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور مجھے کشتی والے نے قید کر رکھا تھا۔ ایک درویش بالکل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل و صورت کے آئے اور ہتھکڑیاں کھول دیں اور انہوں نے گردن سے پکڑ کر مجھے اپنے پاس کھڑا کیا اور اپنے پاؤں میرے پاؤں پر رکھ دیئے۔ اس کے بعد فرمایا اپنی آنکھیں بند کر لو میں نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر جب آنکھیں کھولیں تو خود کو اپنے مکان میں پایا۔ اس کے بعد وہ لڑکا کچھ کہنا چاہتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اشارے سے منع فرما دیا۔ اس بوڑھے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کیا۔

"حضور اس زمانہ میں بھی ایسی قدرت رکھنے والے اللہ کے بندے موجود ہیں مگر انہوں نے خود کو چھپا رکھا ہے۔"



قصہ نمبر ۸۳

دوزخ سانپ کے منہ میں ہے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے ایک بہت ہی بڑا سانپ پیدا کیا اور پھر دوزخ پیدا کی پھر سانپ سے فرمایا میں تجھے ایک امانت دیتا ہوں اسے بحفاظت سنبھال کر رکھنا۔ سانپ نے عرض کیا میں ادنیٰ فرمانبردار ہوں جو کچھ حکم ہوگا اسے دل و جان سے پورا کروں گا۔ حکم ہوا منہ کھولو۔ سانپ نے منہ کھول دیا۔ اللہ عزوجل نے فرشتوں کو حکم دیا کہ دوزخ کو اٹھا کر اس کے منہ میں رکھ دو۔ فرشتوں نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد سانپ نے منہ بند کرلیا۔ اب دوزخ زمین کے ساتویں تہہ میں اس سانپ کے منہ میں ہے۔ اگر دوزخ اس سانپ کے منہ میں نہ ہوتی تو تمام عالم جل کر خاکستر ہو جاتا۔ قیامت کے دن اللہ عزوجل فرشتوں کو حکم دے گا کہ دوزخ کو اس کے منہ سے نکال لو۔ فرشتے اس کو اس سانپ کے منہ سے نکال لیں گے۔ ہر دوزخ میں ہزار زنجیریں ہوں گی اور ہر زنجیر کو ہزار فرشتے کھینچیں گے۔ ہر فرشتہ میں اس قدر قوت اور اس قدر طول و عرض ہوگا کہ اگر اللہ عزوجل انہیں حکم دے تو تمام مخلوقات کا ایک لقمہ کرلیں۔ یہ فرشتے دوزخ کی آگ سلگائیں گے اور پھر جب پھونک ماریں گے تو تمام میدانِ قیامت میں دھواں پھیل جائے گا۔ جو شخص دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ عبادت کرے اور ایسی عبادت جسے وہ اپنے نزدیک سب سے بہتر سمجھے۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔

''حضور! وہ کون سی عبادت ہے؟''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

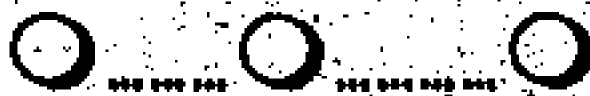
''غریبوں کی دادرسی کرنا، محتاجوں کی حاجت روائی کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا اور ان اعمال سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔''



قصہ نمبر ۸۴

راسخ العقیدہ شخص

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں موجود تھا اور کئی درویش بیٹھے ہوئے تھے اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے حاضر ہو کر قدموں میں سر رکھ دیا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی خاص کیفیت میں تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹھو۔ اس نے عرض کیا حضور مرید ہونے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا اس شرط سے مرید ہو سکتے ہو کہ ایک مرتبہ کہو کہ لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ۔ وہ شخص راسخ العقیدہ تھا اس نے فوراً اسی طرح کہہ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہی اسے مرید کرنے کے لئے اپنا ہاتھ آگے کر دیا اور پھر خلعت خاص سے سرفراز فرمایا۔



قصہ نمبر ۸۵

سادھو مبہوت ہو جاتے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اجمیر تشریف لائے اور جس جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قیام فرمایا تھا وہ جگہ سادھوؤں اور بڑے بڑے مہاتماؤں کا مسکن تھی۔ یہ لوگ آس پاس کے مندروں یا پہاڑی گھپاؤں میں رہا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کے بعد یہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے لگے۔ کبھی کبھی ناقوس اور گھنٹے ساتھ لاتے، ناقوس اور گھنٹے بجا بجا کر عبادت اور کمالات کا مظاہرہ کرنے لگتے۔ عبادت سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نظر ڈالتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دیتے۔ سادھو مبہوت ہو جاتے اور ان پر وہ کیفیت طاری ہو جاتی کہ جو کسی راگنی اور کسی عمدہ نغمہ ساز سے حاصل نہ ہوتی تھی۔ یہ نغمہ سرمدی ان کے دلوں کو اس درجہ بے قرار کر دیتا تھا اور وہ بے اختیار اسلام قبول کر لیتے تھے۔



قصہ نمبر ۸۶

غذائے روح

مسالک السالکین میں منقول ہے حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو ضیافت پر مدعو کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔

"میں چشتی ہوں اور اگر مجھے غذائے روح بھی عنایت ہو تو عین نوازش ہوگی۔"

حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اگرچہ میرے مشرب میں سماع نہیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خاطر داری منظور ہے۔"

چنانچہ محفل ترتیب دی گئی اور اس محفل میں بڑے بڑے اولیاء اللہ رحمہم اللہ موجود تھے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کو بلا کر اپنی ردائے مبارک دے کر ارشاد فرمایا۔

"جس وقت میں محفل سے باہر آ جاؤں اس وقت یہ چادر ہمارے حجرے کے اندر بچھا کر کواڑ بند کر دینا۔"

حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کسی ضرورت کے تحت محفل سے اٹھ کر باہر آئے تو خادم نے ردائے مبارک حجرہ کے اندر بچھا کر کواڑ بند کر دیئے۔ حجرہ کے اندر

سے قسم قسم کے راگ اور ساز کی آواز آنے لگی۔ حاضرین مجلس پر وجد طاری ہو گیا۔

حضور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ عصائے مبارکہ سے زمین کو دبا رہے تھے اور چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر عجیب وجد طاری ہو گیا اور جس طرف دست مبارک اٹھاتے یا چشم مبارک کا اشارہ ہو جاتا تھا ایک قیامت برپا ہو جاتی تھی، کوئی بے ہوش ہو جاتا اور کوئی زخمی ہو جاتا تھا، بہت سے واصل بحق ہو گئے اور اللہ اللہ کر کے محفل سماع بند ہوئی۔

محفل سماع کے بعد کسی خادم نے حضور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔

"حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ محفل میں تشریف فرما نہیں ہوئے اور جب تک سماع ہوتا رہا آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے رہے؟"

حضور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

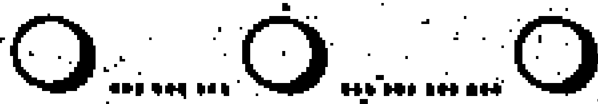
"میں اللہ کے حکم سے محفل سماع سے باہر اپنے عصا سے زمین کو دابے بیٹھا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ زمین کو لرزہ آ جائے تو مخلوق خدا کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ جس وقت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر رقت طاری ہوئی تھی اس وقت زمین اور آسمان کانپنے لگ گئے تھے۔ میں زمین کو دبائے دبائے اور تھامے تھامے تھک گیا اور میرا منہ سرخ ہو گیا۔ اگر میں محفل سماع میں موجود ہوتا تو قیامت صغریٰ آ جاتی۔"

○......○......○

قصہ نمبر ۸۷

پیوند لگے کپڑے استعمال فرمائے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ عمامہ، نیچا کرتہ اور تہبند زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس مبارک دوہرے کپڑے کا ہوتا تھا۔ جب کہیں سے پھٹ جاتا تھا تو جو کپڑا مل جاتا تھا اُس کا پیوند لگا لیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ پیوند لگے کپڑے استعمال فرمائے۔



قصہ نمبر ۸۸

خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس دن تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔

اے معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! قطب الدین (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارا دوست ہے اور تمہارا خلیفہ اور نائب ہوگا تمہیں جو نعمتیں سینہ بہ سینہ اپنے بزرگوں سے ملی ہیں اسے دینا اس سے بہتر تمہیں کوئی دوسرا قائم مقام نہیں۔"

چنانچہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ابھی جوان بھی نہ ہوئے تھے اور داڑھی بھی نہیں نکلی تھی کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرمائی اور قطب المشائخ بنایا۔



قصہ نمبر ۸۹

اللہ عزوجل کے دوستوں کی تین صفات

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں قیام پذیر ہونے کے باوجود وقتاً فوقتاً خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ آخری مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اجمیر شریف جانے کا قصد کیا تو ایک عریضہ خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کیا اور اشتیاق پابوسی ظاہر کی۔ خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً تحریر فرمایا۔

"ضرور آؤ مجھے بھی تم سے ملنے کا اشتیاق ہے۔ میں سوچ ہی رہا تھا کہ تمہیں خط لکھ کر بلاؤں اب تم مجھ سے ملنے کے لئے جلد آجاؤ کیونکہ یہ ہماری آخری ملاقات ہوگی۔"

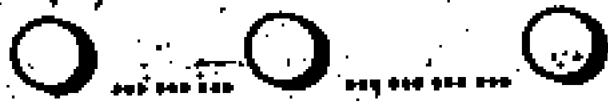
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ خط کا جواب ملتے ہی فوراً روانہ ہوگئے اور بعجلت تمام اجمیر شریف پہنچ کر سعادت پابوسی حاصل کی اور کچھ دنوں تک مرشد پاک کی خدمت میں مصروف رہے۔ ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کے دوستوں میں ان تین صفات کا ہونا لازمی ہے۔

اللہ عزوجل کے دوستوں کے قلب میں خوفِ خدا کا ہونا لازمی ہے تاکہ کوئی گناہ سرزد نہ ہو اور عذابِ دوزخ سے نجات ملے۔

اللہ عزوجل کے دوستوں کو رضا بہ رضائے قضائے خداوندی ہونا چاہئے تا کہ محبت کے ساتھ رضا کی موجودگی بھی ضروری ہو۔

اللہ عزوجل کے دوستوں کے قلوب میں محبت خداوندی جاگزین ہو تا کہ ان کے قلب میں اللہ عزوجل کے ماسوا کسی غیر کا کوئی خیال پیدا نہ ہو۔



قصہ نمبر ۹۰

قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی جانے کی وصیت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے وثیقہ خلافت و سجادگی لکھ کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی اور کلاہ چار ترکی سر پر رکھ کر دستار خلافت باندھی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا عصا، قرآن پاک، مصلٰے اور خرقہ عطا فرمایا اور کہا کہ مجھے یہ امانت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمارے خواجگان علیہم سے ملی تھی میں نے اس امانت کا حق ادا کر دیا ہے اب تمہارا کام ہے کہ اس کا حق ادا کرو۔ اس کے بعد کچھ عارفانہ کلمات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرمائے اور سر پر دست مبارک رکھا اور فرمایا میں نے تم کو اللہ عزوجل کے سپرد کیا، منزل گاہ قرب تک پہنچایا جہاں رہو خیر و خوبی سے رہو، جہاں رہو مرد اور خداشناس بن کر رہو۔ اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سر مبارک اٹھا کر دعا فرمائی اور آنکھوں میں آنسو تھے پھر فرمایا اب تم دہلی چلے جاؤ۔



قصہ نمبر ۹۱

اللہ عزوجل کے دوستوں کو موت نہیں

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اجمیر سے دہلی آ گئے۔ چند روز بعد ایک شخص نے اجمیر سے آ کر اطلاع دی کہ اجمیر سے واپسی کے بیس روز بعد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔ یہ خبر وحشت اثر سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ زاروزار رونے لگے۔ اس قدر صدمہ ہوا بیان سے باہر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

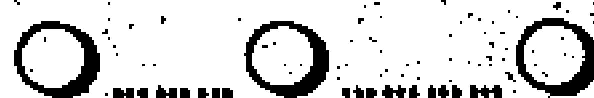
"اللہ عزوجل کے دوستوں کو موت نہیں آتی، وہ مرا نہیں کرتے بلکہ ظاہر بینوں کی نگاہ سے غائب ہو جاتے ہیں اور خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات قیامت تک جاری رہیں گے۔"



قصہ نمبر ۹۲

انوار و تجلیات کا نزول

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ایک عرصہ رہا اور میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسرارِ محبت دوست کے متعلق کبھی کچھ بیان کیا ہو اور جو انوار و تجلیات آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نازل ہوتی تھیں ان کا معمولی ا بھی کبھی ذکر کیا ہو۔



قصہ نمبر ۹۳

ایک درویش سے ملاقات کا احوال

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر حج پر تھا اور ہم حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد واپس لوٹے تو ایک شہر میں ہمارا قیام ہوا جہاں ہم نے ایک غار میں ایک بزرگ کو دیکھا جن کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں وہ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے اور سوکھ کر کانٹا ہو گئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی سوکھی لکڑی کھڑی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اگر کہو تو چند روز یہاں قیام کیا جائے۔"

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے آداب بجا لا کر کہا بہت خوب اور پھر ہم نے وہاں مہینہ بھر قیام کیا اور ان بزرگ کی خدمت کی۔ اس دوران وہ بزرگ صرف ایک دفعہ ہوش میں آئے۔ ہم نے کھڑے ہو کر سلام کیا۔ سلام کا جواب دے کر انہوں نے کہا۔

"دوستو! تم نے بڑی تکلیف اٹھائی لیکن تمہاری اس تکلیف کی مکافات ضرور بلند مرتبہ ملتا ہے۔"

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس گفتگو کے بعد ان بزرگ نے ہمیں بیٹھنے کو کہا۔ ہم بیٹھ گئے تو انہوں نے باتیں شروع کیں۔ کہنے

لگے۔

"میں شیخ محمد اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں میں سے ہوں۔ تیس برس سے عالم استغراق میں ہوں۔ نہ دن کو جانتا ہوں اور نہ ہی رات کو جانتا ہوں۔ آج اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے سبب ہوش عطا فرمایا ہے۔ اے عزیزو! اب تم لوٹ جاؤ۔ اللہ عزوجل تمہیں اس تکلیف کا بہترین اجر دے گا۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ چونکہ تم نے بساطِ طریقت پر قدم رکھا ہے اس لئے دنیاوی اور نفسانی کی طرف کبھی خواہش نہ کرنا، خلقت سے ہمیشہ کنارہ کش رہنا، جو چیز تمہارے پاس تحفتہً آئے تو یا میسر ہو اسے اپنے پاس نہ رکھنا بلکہ راہِ خدا میں خرچ کر دینا اور خدا کے سوا کسی غیر میں مشغول نہ ہونا۔"

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ نصیحت فرما کر وہ بزرگ ایک مرتبہ پھر عالم تحیر میں مستغرق ہو گئے اور ہم وہاں سے چلے گئے۔

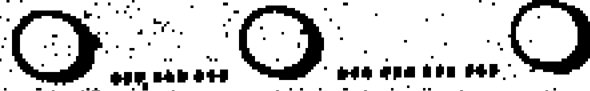


قصہ نمبر ۹۴

بھید خداوندی ظاہر کرنے کا انجام

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ ایک بزرگ تھے انہوں نے سو برس تک اللہ عزوجل کی عبادت کی اور مجاہدات کیے اور عبادت کا حق ادا کیا۔ ایک دن ان بزرگ پر اسرارِ محبت میں سے ایک تجلی ظاہر ہوئی۔ وہ بزرگ چونکہ تنگ دل تھے اس لئے برداشت نہ کر سکے اور فوراً ظاہر کر دیا۔ دوسرے روز وہ نعمت ان سے چھین لی گئی اور وہ درویش اسی غم میں دیوانہ اور عقل سے خارج ہو گیا۔ اسی وقت ہاتف سے آواز آئی۔

"اگر تو ہمارا بھید ظاہر نہ کرتا تو تو اور اسرار کے عطا کیے جانے کے لائق ہوتا۔ جب ہم نے دیکھا کہ ابھی ہفتاد حجاب میں ہے وہ نعمت ہم نے تم سے چھین لی اور کسی کو دے دی۔"



قصہ نمبر ۹۵

ظالم ہمسایہ

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے پیر کے نفس کی نسبت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پیر کے نفس کی دو اقسام ہیں۔ اوّل نیک اور دوم بد۔ اللہ عزوجل ایسا کبھی نہ کرے کہ وہ کسی پر نفس بد کرے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھا اور خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھڑا تھا کہ شیخ برہان الدین نامی درویش جو میرے ہم فرقہ تھے ہمسایہ سے شکایت مند ہو کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔

"کیا بات ہے پریشان خاطر معلوم ہوتے ہو؟"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انہوں نے آداب بجا لاتے ہوئے عرض کیا۔

"حضور! ہمسایہ سے سخت تکلیف میں ہوں۔ اس نے اپنے مکان پر زینہ بنایا ہے اور میرے گھر کی بے پردگی ہوتی ہے۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔

"وہ تمہارے متعلق اس بات کو جانتا ہے کہ تمہارا ہمارے ساتھ کیا تعلق ہے؟"

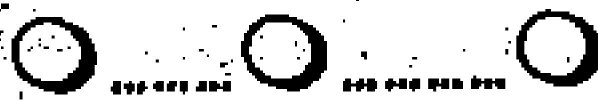
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انہوں نے عرض کیا۔

"ہاں۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ سن کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"کیا وہ کوٹھے کے اوپر سے گر کر نہیں مرا، اس کی گردن نہیں ٹوٹی۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر مجلس میں بیٹھنے کے بعد آداب بجالائے اور واپس چلے گئے جب اپنے محلّہ میں پہنچے تو لوگوں کی زبانی سنا کہ وہ ظالم ہمسایہ کوٹھے سے گر کر ہلاک ہو گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی تھی۔

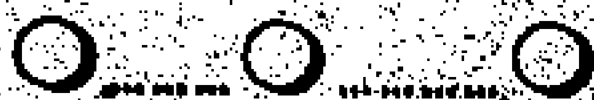


قصہ نمبر ۹۶

مرشد کے کام میں مشغول ہونے کے فوائد

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اگر مرید نفل نماز پڑھتا ہو اور مرشد اس کو آواز دے تو اسے کیا کرنا چاہئے کیا نماز نفل توڑ کر جواب دے یا ایسا نہ کرے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ نماز نفل ترک کر کے جواب دے اس میں ثواب زیادہ ہے۔ پھر فرمایا ایک روز میں نماز نفل میں مشغول تھا مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے پکارا تو میں نے فوراً نیت توڑ دی اور حاضر خدمت ہوا۔ خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور نفل نماز پڑھ رہا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سن کر نیت توڑ دی۔ خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اچھا کیا یہ نماز نفل سے زیادہ افضل ہے کیونکہ مرشد کے کام میں مستعد و مشغول ہونا عین دین کے کاموں میں مشغولیت ہے۔"



قصہ نمبر ۹۷

درویشی کیا ہے؟

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرشد پاک خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پیر و مرشد سے مجھے جو کچھ ملا ہے میں نے اس کا ہمیشہ وِرد رکھا اور تم کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ مقررہ وظیفہ میں کبھی ناغہ نہ کرو اور سالک کو چاہیئے کہ پہلے اپنے نفس کو طلاق دے پھر دنیا کو پھر مافیہا کو اس کے بعد سلوک میں قدم رکھے۔ درویشی اس کا نام ہے کہ آنے والا محروم نہ رہ جائے، اگر بھوکا ہو تو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جائے اور ننگا ہو تو کپڑا پہنایا جائے اور اگر حاجت مند ہو تو اس کی ضرورت پوری کی جائے۔

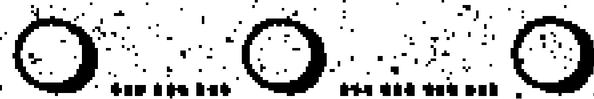


قصہ نمبر ۹۸

اسم مبارکہ ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کی برکت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''سرورِ انبیاء، تاجدارِ رسل، ختم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارکہ ''محمد'' کے پانچ حروف ہیں اور اللہ عزوجل نے نمازیں بھی پانچ فرض کیں اور اگر کوئی پانچوں نمازوں کی پابندی کرے اور پھر اگر نماز میں کچھ کوتاہی ہوگی تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارکہ کا وِرد کرے اس اسمِ مبارکہ کے وِرد کی بدولت اس کوتاہی کا ازالہ ہو جائے گا۔''



قصہ نمبر ۹۹

اللہ عزوجل کے نیک بندوں کا تصرف

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ ہابیل نامی پیدا کیا۔ اس کی ہیبت اور بزرگی کا علم اللہ عزوجل ہی کو ہے۔ یہ فرشتہ ایک ہاتھ مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف پھیلائے ہوئے ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کی دو زباتیں ہیں۔ یہ فرشتہ دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں ہے۔ مشرق والے ہاتھ میں دن کی روشنی کا انتظام ہے اور مغرب والے ہاتھ میں رات کی تاریکی کا۔ یہ فرشتہ جب روشنی ہاتھ سے چھوڑتا ہے تو تمام دنیا میں روشنی پھیل جاتی ہے اور جب تاریکی چھوڑتا ہے تو ساری دنیا میں تاریکی پھیل جاتی ہے۔ اس فرشتہ کے پاس ایک تختی لٹکی ہوئی ہے جس میں سیاہ اور سفید لکیریں کھینچی ہوئی ہیں ان لکیروں کو دیکھ کر کبھی وہ فرشتہ ایک ہاتھ بڑھا دیتا ہے تو دن کی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے جب دوسرا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تو رات کی تاریکی زیادہ ہو جاتی ہے اسی سبب سے کبھی دن بڑا ہوتا ہے اور کبھی رات کی تاریکی۔

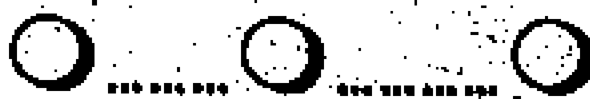
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد رونے لگے اور فرمایا۔

"دنیا میں اللہ عزوجل کے ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اور جو کچھ عجیب کام قدرت کا ظہور ہوتا ہے وہ

ان کی آنکھوں کے سامنے آئینہ ہوتا ہے اور وہ غیب کی باتوں کا معائنہ کرتے ہیں اور اہل دنیا کی آگاہی کے لئے بیان بھی کرتے ہیں۔"

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ اور بھی پیدا کیا ہے جس کا ایک ہاتھ آسمان پر ہے اور اس سے ہواؤں کی حفاظت کرتا ہے۔ ایک ہاتھ زمین پر ہے جس سے پانی کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر وہ فرشتہ اپنا ہاتھ کھینچ لے تو ساری دنیا ڈوب کر مر جائے اور اگر ہواؤں سے ہاتھ اٹھا لے تو تمام دنیا زیروزبر ہو جائے۔"



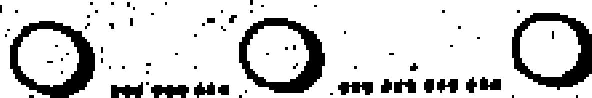
قصہ نمبر ۱۰۰

حبیب اللہ مات فی حب اللہ

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک لوگوں کو واصل باللہ کرتے رہے اور تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے یہاں تک کہ بارگاہِ خداوندی سے بلاوا آ گیا اور ۶ رجب المرجب ۶۳۴ھ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح قبض ہوئی اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر ذیل کی عبارت نمایاں ہوئی۔

حبیب اللہ مات فی حب اللہ

"اللہ عزوجل کے حبیب نے اللہ عزوجل کی محبت میں وصال پایا۔"



خواجہ خواجگان معین الدین
فخر کون و مکان معین الدین
سر حق راہیان معین الدین
بے نشاں را نشان معین الدین
مظہر و جلوہ گاہ نور قدم
آفتاب جہاں معین الدین
مرشد و رہنمائے اہل صفا
ہادی انس و جاں معین الدین
خواجہ لامکاں و قدس مکاں
آسمان آستان معین الدین
عاشقاں را دلیل راہ یقین
سر راہ گماں معین الدین
قرب حق اے نیاز اگر خواہی
ساز درد زباں معین الدین

کتابیات

۱۔ سیر الاولیاء از خواجہ سیّد محمد مبارک میر خورد دہلوی

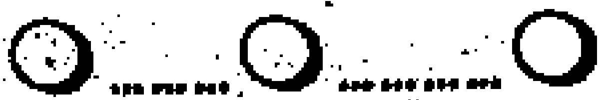
۲۔ سیر الاقطاب از شیخ اللہ دیا چشتی

۳۔ فوائد الفواد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ تحقیقاتِ چشتی از نور احمد چشتی

۵۔ سیرت حضرت خواجہ معین الدین چشتی از علامہ محمد جاوید

۶۔ سیرت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی از علامہ محمد جاوید





ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022